# تاریخ اسلام

(۲)

ترتیب

گروہ نگارش

4983
Acc No. ........ Date ........
Section ........ Status ........
D.D. Class ........


بسم الله الرحمن الرحيم

# تاریخِ اسلام

۲

حصۂ اول

تالیف

## گروہِ نگارش

یکے از مطبوعات
دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان
۲- بے - ۵/۴ ــــ ناظم آباد ــــ نمبر ۲ ــــ کراچی

# فہرست


| | |
|---|---|
| پیش لفظ | ۷ |
| مقدمہ | ۹ |
| پہلی فصل | ۱۳ |
| دوسری فصل | ۳۳ |
| تیسری فصل | ۴۹ |
| چوتھی فصل | ۶۷ |
| پانچویں فصل | ۷۹ |
| چھٹی فصل | ۹۵ |

بسمہ تعالیٰ

# پیش لفظ

اسلامی علوم و معارف سے آشنائی کے سلسلے میں موجودہ نسل خصوصاً جوانوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی نیز تعلیم و تربیت کے فروغ کی غرض سے ایسی درسی کتابوں کی ترتیب و اشاعت کی ضرورت تھی جو کہ سلیس اور عام فہم زبان کے ساتھ ساتھ حقیقی اسلامی معارف پر مبنی مطالب اپنے دامن میں رکھتی ہوں، اسی ضرورت کے پیش نظر درج ذیل موضوعات پر متوسط سطحوں کے افراد کیلئے مذکورہ خصوصیات کی حامل معیاری کتابیں تیار کی گئی ہیں :

۱- تعلیم قرآن

۲- احکام

۳- اخلاق

۴- عقائد

۵- سیرت و تاریخ اسلام

آمید ہے کہ یہ کتابیں دلو اجمالی طور پر ہی، موجودہ ضرورت کو پورا کرنے کے سلسلے میں مثبت کردار ادا کریں گی ۔

ناشر

مقدمہ

# اسلام میں سیرت نگاری کی مختصر تاریخ

علم تاریخ، تمام قوموں اور ملتوں میں رائج فنون میں سے ایک فن ہے۔ مورخین تاریخ لکھنے کے لئے سفر کرتے اور دنیا بھر میں گھومتے رہتے ہیں، عوام بھی اس کی معرفت کا اشتیاق رکھتے اور بزرگ و مفکرین بھی اس کی شناخت کے سلسلہ میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

اسلام کے بڑے بڑے مورخین نے تاریخِ اسلام میں پیش آنے والے واقعات اور ماضی کی خبروں کو جمع اور اس کو تاریخ کے صفحات پر قلمبند کیا ہے۔

چونکہ حقائقِ تاریخ کو طاقت سے آلودہ آستینوں سے نکلے ہوئے خفیہ ہاتھوں نے جھوٹ اور فریب سے خلط ملط کر دیا ہے (اس لئے) محقق اور مصنف کا فریضہ ہے کہ وہ متنِ تاریخ اور موجودہ اسناد میں تحقیق کی زحمتوں کو برداشت کر کے بھرپور دقتِ نظر کے ساتھ معتبر کو غیر معتبر سے پہچان کر حقائقِ تاریخ کی معرفت کے ساتھ ان کو افسانوں اور بے بنیاد مطالب سے جُدا کر دے۔

مورخینِ اسلام نے تاریخی واقعات کو ثبت کیئے جانے کی ضرورت محسوس کرتے

ہوئے آغاز ہی سے تاریخ نگاری کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے جس نے خاص کر سیرتِ پیغمبرؐ پر کتاب لکھی وہ عُروَة بن زُبیر (متولد ۲۳ھ، متوفی ۹۴ھ) تھے۔ ان کے بعد عاصم بن قتادہ (متوفی ۱۲۰ھ) ان کے بعد محمد بن مسلم بن شہاب زہری (متولد ۵۱ھ، متوفی ۱۲۴ھ) پھر عبداللہ بن ابی بکر بن حزم انصاری (متوفی ۱۳۵) پھر محمد بن اسحاق بن یسار (متولد ۸۵ھ، متوفی ۱۵۲ھ) جن کی کتاب بعد میں ابن ہشام کے کام کی بنیاد قرار پائی۔ پھر ان کے بعد واقدی صاحب مغازی (متولد ۱۵۱، متوفی ۲۰۷ھ) اور ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) تھے۔ مذکورہ تاریخ نویسوں میں سے اب سیرت ابنِ اسحاق کا کچھ حصہ اور پوری کتاب مغازی واقدی اور سیرت ابن ہشام و طبقات ابن سعد ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔

دوسرے مشہور اسلامی مورخین میں سے یعقوبی (متوفی ۲۹۲ھ) طبری (متولد ۲۲۴، متوفی ۳۱۰ھ) مسعودی (متولد ۲۸۷، متوفی ۳۴۶ھ) کا نام لیا جا سکتا ہے۔ جن کی کتابیں تاریخ کے پرانے متن کا جزء ہیں اور اہلِ تحقیق اس سے مراجعہ اور استناد کرتے ہیں۔

## اس کتاب کی تالیف کا مقصد

اب تک بہت سی کتابیں تاریخ پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں اور ہر لکھنے والے نے ایک خاص زاویہ سے پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کا جائزہ لیا ہے۔

پیغمبرؐ کی تاریخ نگاری کے سلسلہ میں مصنفین کی صادقانہ کوشش کی قدر و قیمت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہنا چاہیئے کہ فارسی زبان میں اختصار کے ساتھ حضورؐ کی زندگی سے متعلق واقعات کے بارے میں تجزیاتی طور پر کسی کتاب کی جگہ خالی ہے۔ موجودہ کتابیں بھی "درسی متن" کے عنوان سے موردِ استفادہ قرار نہیں پا سکتیں۔

لہٰذا اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے بڑی کوشش کی گئی اور اس سعی کا حاصل موجودہ

کتاب ہے جو درس کی صورت میں مُرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ اسکا پہلا حصہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کے آغاز سے جنگِ بدر تک ہے (برائے دورۂ آموزشی ۱۱۱) اور دوسرا حصہ جنگ احد سے رحلتِ رسولِ خداؐ تک کے حالات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

۱ــــ مطالب کو جمع کرنے کے لئے اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ابتدائی متون و مصادر جو صدرِ اسلام سے نزدیک تر ہوں ان سے استفادہ کیا جائے۔

۲ــــ بہت ساری باتوں میں منقولہ واقعات کی صحت کے بارے میں مزید اطمینان کے لئے متعدد مصادر سے رجوع کیا گیا ہے۔

۳ــــ کتاب میں واقعہ نقل کرنے کے علاوہ، وقائع کا تجزیہ اور زمانۂ پیغمبر اکرمؐ کی جنگوں میں شکست و فتح کے اسباب کی تحقیق کی گئی ہے۔ اسی طرح سے یہود، منافقین و مشرکین کی تحریکیں بھی مورد تدقیق و نظر رہی ہیں۔

۴ــــ اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخی واقعات میں قرآنی آیات کو شانِ نزول کی مناسبت سے لکھا جائے۔

۵ــــ تاریخ قمری کو تاریخ شمسی سے مطابق کیا گیا ہے تاکہ جنگوں اور صدرِ اسلام کے واقعات کا زمانہ بخوبی معین ہو جائے۔ یہ حصہ خاص کر موجودہ جلد میں مزید دقتِ نظر کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ یہ بھی یاد دلا دینا ضروری ہے کہ اب تک تاریخ اسلام کی کتابیں ایسے امتیاز کی حامل نہ تھیں

۶ــــ فاصلہ اور دوری۔ بعض جنگوں اور واقعات کا محلِ وقوع اور مدینہ سے دوری کیلومیٹر میں معین کی گئی ہے۔

۷ــــ افراد اور جگہوں کے نام پر اعراب لگا دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے لئے

اس کی صحیح تلفظ کے ساتھ ادائیگی آسان ہو جائے۔

۸۔۔۔۔۔ اسباق کے اعتبار سے اس کتاب کے مطالب کو بیان کیا گیا ہے اور ہر سبق کے بعد کچھ سوالات قائم کر دیئے گئے ہیں۔

۹۔۔۔۔۔ اس کتاب میں نئے نئے مطالب بہت ہی زیادہ ہیں۔ خاص و عام اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے یہ بہت ہی مفید اور عمدہ کتاب ہے۔

# پہلی فصل

غزوۂ بنی قینقاع
حضرت فاطمہ زہراؑ کا حضرت علیؑ کے ساتھ عقد
غزوۂ سویق
غزوہ بنی سُلیم
سریّہ زید بن حارثہ (قَرَدَہ)
غزوہ غطفان
مقدّماتِ جنگِ اُحد
جنگ کے اسباب
پہلا قدم، جنگی بجٹ کی فراہمی
طاقتوں کی جمع آوری
سیاسی پناہ گزین
قریش مدینہ کا قصد کرتے ہیں
عبّاس کی رپورٹ
سپاہ قریش راستے میں
اطلاعات کی فراہمی
دشمن کے لشکر کے ٹھہر جانے کی خبر
مدینہ میں تیاریاں
فوجی شوریٰ کی تشکیل
فیصلہ کن ارادہ
سوالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# غزوۂ بنی قینقاع

بدر کی زبردست لڑائی نے، اس علاقہ کے جنگی توازن کو مسلمانوں کے نفع میں بدل دیا۔ اس جنگ کے بعد منافقین اور یہودی مسلمانوں کی اس فتح مبین پر رشک کرنے لگے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی ترقی سے سخت خائف تھے۔ انھوں نے جو معاہدے رسولِ خدا سے کر رکھے تھے اس کے برخلاف مسلمانوں اور اسلام کو بدگوئی اور دشنام طرازی کا نشانہ بنایا اور مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے بھڑکانے لگے۔ ان کے شعراء نے اپنے ہجویہ قصیدے میں مسلمان عورتوں کے وصف کو کفار کے لئے بیان کر کے مسلمانوں کے ناموس کی زبردست اہانت کو روا قرار دیا۔

رسولِ خدا نے "مفسدین فی الارض" (زمین پر فساد پھیلانے والوں) کے لئے قتل کا حکم صادر فرمایا اور وہ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ [۱]

---

۱: ان شعراء کے نام ہیں۔ کعب بن اشرف یہودی۔ ابی عفک یہودی، ایک عورت جس کا نام عصماء دختر مروان جو مشرکین میں سے تھی۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۸-۲۷

پیغمبر اکرمؐ بخوبی جانتے تھے کہ یہودی، آئندہ انتقامی جنگ میں مدینہ سے باہر کے دشمنوں کے لئے راستہ ہموار کریں گے اور اسلام پر پس پشت سے خنجر کا وار کریں گے۔ اسلیئے آپ اس مشکل سے بچنے کے لئے راستہ ڈھونڈتے رہے اور سیاسی و دفاعی طاقت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔

مدینہ کے یہودیوں میں بنی قینقاع کے یہودیوں نے سب سے بڑھ چڑھ کر پیغمبرؐ کے خلاف پروپیگنڈہ کی سرد جنگ چھیڑ رکھی تھی اور انھوں نے توہین آمیز اور ضرر رساں نعرے بلند کر کے عملی طور پر اپنے عہد و پیمان کو لغو کر لیا تھا۔

رسولِ خداؐ نے ان پر حجت تمام کرنے کی غرض سے بازار بنی قینقاع کے بڑے مجمع میں اپنی تقریر میں ان کو نصیحت کی اور اُس عمومی معاہدہ پر کاربند رہنے کی تاکید فرمائی جو دونوں طرف سے کیا گیا تھا۔ اور فرمایا کہ "قریش کی سرگذشت سے عبرت حاصل کرو اس لئے کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ جس سیلابِ بلا نے قریش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس سے تم بھی محفوظ نہیں رہ سکو گے۔"

لیکن پیغمبرؐ کی نصیحتیں یہودیوں کے لئے بے اثر تھیں انھوں نے گستاخانہ جواب دیا اور کہا کہ: "اے محمدؐ! آپؐ نے ہمیں قریش سمجھ رکھا ہے؟ ناتجربہ کاروں سے جنگ میں کامیابی کے بعد آپؐ مغرور ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) خدا کی قسم اگر ہم جنگ کے لئے اُٹھے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مردِ میدان ہیں یا کوئی اور؟

رسولِ خدا نے ان تمام گستاخیوں اور جسارتوں کے باوجود اپنے غصہ کو پی لیا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا، مسلمانوں نے بھی بردباری سے کام لیا تاکہ وہ دیکھیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے؟

ابھی چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار میں گئی، کچھ زیورات خریدنے کی غرض سے ایک سُنار کی دُکان کے سامنے بیٹھ گئی، یہودیوں نے چاہا کہ اس کا چہرہ کھول دیں، لیکن عورت نے انکار کیا، ایک یہودی نے اس

عورت کی لاعلمی میں اس کے کپڑے کے کنارہ کو (آہستہ سے) اس کی پشت پر باندھ دیا، جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس کا جسم عریاں ہو گیا تمام یہودی ہنسنے لگے، عورت نے فریاد شروع کی اور مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا ایک مسلمان نے اس یہودی کو جس نے یہ حرکت کی تھی قتل کر ڈالا، یہودیوں نے بھی حملہ کر کے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا۔

مسلمان خون کا انتقام لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور بات بڑھ گئی بنی قینقاع کے یہودیوں نے دکانیں بند کر دیں اور اپنے قلعوں میں چھپ گئے۔

رسولِ خدا نے "ابولبابہ"[۱] کو اپنی جگہ معین فرمایا، اور انھوں نے لشکرِ اسلام کے ہمراہ ۱۵ شوال بروز شنبہ ۲ ھ (بدر کے ۲۸ دن بعد) بنی قینقاع کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ پندرہ روز تک رہا یہاں تک کہ یہودیوں نے تنگ آکر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ رسولِ خدا نے منافقین کے لیڈر عبداللہ بن ابی کے بڑے اصرار اور سماجت کی وجہ سے ان کے قتل سے درگذر کیا اور ان کو شام کے مقام "اذرعات" میں شہر بدر کر دیا، ان کے اموال کو مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت قرار دیا اور خمس نکالنے کے بعد مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔[۲]

## حضرت فاطمہ زہراؑ کا حضرت علیؑ کیساتھ عقد

اسلام کی واحد عظیم خاتون حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا عقد ہجرت کے دوسرے سال بدر کی لڑائی کے دو ماہ بعد حضرت علی علیہ السلام سے ہوا۔

شادی کے مراسم نہایت سادہ مگر معنوی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئے،

---

۱: ابنِ ہشام کی تحریر کے مطابق بشیر بن عبد المنذر (ابولبابہ) اور ابنِ اسحاق کی تحریر کے مطابق عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت۔

۲: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۷۶، سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۴۷، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۴۹۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۷۔

حضرت فاطمہؑ زہرا کا مہر ۵۰۰[1] درہم تھا۔ حضرت علیؑ نے اپنی زرہ چار سو درہم میں فروخت کی اور مہر کے ایک حصہ کے عنوان سے پیغمبرؐ کی خدمت میں اس کو پیش کیا۔

حضرت نے اس میں سے کچھ پیسے اپنے اصحاب کو دیئے تاکہ وہ بازار سے حضرت فاطمہؑ زہرا کے جہیز کا سامان خرید لائیں۔

انھوں نے بازار سے مندرجہ ذیل چیزیں جہیز کے عنوان سے خریدیں۔

۱ —— سات درہم کا ایک پیراہن

۲ —— ایک درہم کی سَر ڈھکنے والی ایک چھوٹی چادر

۳ —— ایک کالی چادر (قطیفہ)

۴ —— ایک عربی چارپائی جو لکڑی اور لیف خرمہ کی بنی ہوئی تھی۔

۵ —— دو توشک جس کا اوپری حصّہ کتان مصری کا بنا ہوا تھا اور اس میں سے ایک توشک میں لیف خرما اور اون بھرا ہوا تھا۔

۶ —— چار تکیئے جس میں دو ریشمی اور دوسرے دو تکیئے خرمے کی چھال سے بھرے گئے تھے۔

۷ —— پردہ ۸ —— چٹائی

۹ —— چکی (ہاتھ سے چلانے والی)

۱۰ —— ایک بڑا طشت

۱۱ —— کھال کی ایک مشک

۱۲ —— ایک لکڑی کا پیالہ (دودھ کے لئے)

۱۳ —— ایک کھال کا برتن (پانی کے لئے)

۱۴ —— لوٹا

۱۵ —— چند بڑے برتن

---

[1] :- ہر درہم ۱۲ نخود کے یعنی آدھا مثقال چاندی کے برابر ہے اس حساب سے آپ کا مہر ۲۵۰ مثقالی چاندی ہے۔

۱۶ —— چند مٹی کے کوزے

۱۷ —— چاندی کا دست بند

پیغمبرؐ کے اصحاب جب بازار سے لوٹے تو انھوں نے سامان حضور کے سامنے رکھا آپؐ نے جب اپنی بیٹی کا جہیز دیکھا تو فرمایا "خدایا ان لوگوں کی زندگی کو مبارک قرار دے جن کے زیادہ تر ظروف مٹی کے ہیں"[۱]

اس بابرکت شادی کا پہلا ثمرہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں آپ ۱۵ رمضان المبارک تیسری ہجری کو جنگِ احد سے پہلے متولد ہوئے[۲]

## غزوۂ سویق

پانچ ذی الحجہ ۲ھ ق مطابق ۱۵ خرداد ۲ھ ش. بدر کی لڑائی کی ذلت آمیز شکست کے بعد ابو سفیان نے یہ نذر کی کہ جب تک محمدؐ سے جنگ نہیں کر لیتا اور بدر کا انتقام نہیں لے لیتا اس وقت تک عورتوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اس وجہ سے اس نے قبیلۂ قریش کے دو سو سواروں کو جمع کر کے مدینہ کی جانب کوچ کیا۔

چونکہ دو سو سواروں کے ذریعہ مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت اسمیں نہیں تھی اس لئے شہر سے دور اس نے لشکر کو ٹھہرایا اور تاریکی شب سے فائدہ اُٹھا کر سلاّم بن مشکم کے پاس پہونچا جو کہ بنی نُضَیر کا ایک بڑا آدمی تھا۔ اس نے ابو سفیان کو مسلمانوں کے دفاعی مقامات کی کمزوری سے آگاہ کیا۔

---

۱: اللّٰھم بارِک لقوم جُلّ آنیتھم الخزف۔ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۳۵۹

۲: انشاء اللہ حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے عقد کا تفصیلی حال دورانِ امامت کی تاریخ جب بیان ہوگی اس وقت بیان کیا جائے گا۔ مزید معلومات کے لئے کشف الغمہ معرفتہ الائمہ جلد ۱ ص ۳۴۸/۳۴۷، بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۹۲/۱۴۵ مطبوعہ بیروت سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۲۹-۳۲۶-

ابو سفیان اپنے لشکر گاہ کی طرف پلٹ آیا اور اس نے اپنے کچھ سپاہیوں کے ساتھ حملہ کرتے ہوئے مدینہ کی طرف بڑھا اور "عُرَیض" نامی جگہ کو لوٹ لیا، دو گھروں، چار درختوں اور کھیتوں میں اس نے آگ لگادی اور نخلستان میں کام کرنے والے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔

جب دشمنوں کے تجاوز کی خبر پیغمبرؐ کو پہونچی تو آپؐ نے بغیر تاخیر کے ابولبابہ کو اپنی جانشینی میں مدینہ میں چھوڑا اور مہاجرین و انصار میں سے دو سو آدمیوں کا لشکر لے کر دشمن کے تعاقب میں نکل پڑے رسولِ خدا نے "قَرقَرَۃُ الکُدر" تک دشمن کا پیچھا کیا لیکن دشمن فرار ہو چکا تھا اور بھاگتے ہوئے ___ "سویق"[۱] کے تھیلے کو گراں باری سے بچنے کے لئے راستہ ہی میں پھینک گیا تھا۔ اس وجہ سے یہ غزوہ، غزوہ سویق کے نام سے مشہور ہوا۔[۲]

## غزوۂ بنی سُلیم

۱۵ محرم ۳ھ ق مطابق ۲۴ تیر ماہ ۳ھ ش رسولِ خدا کی خدمت میں یہ خبر پہونچی کہ غطفان و بنی سلیم مکہ اور شام کے درمیان بخاری کے راستہ میں (اطراف قرقرۃ الکدر میں) مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

رسولِ خدا دو سو افراد کے ساتھ ان کی طرف بڑھے دشمن نے جب لشکر اسلام کو اپنے نزدیک ہوتے ہوئے محسوس کیا تو تاریکیٔ شب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

لشکرِ اسلام نے دشمنوں کے پانچ سو اونٹ غنیمت میں حاصل کئے اور مدینہ

---

۱: سویق ایک غذا ہے جو چاول کے آٹے، جو کے آٹے، شہد اور دودھ سے یا پھر خرمے کے آٹے اور روغن سے بنتی ہے۔ جیسے ستو۔

۲: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۲۰۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۴۴۔ دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۲ ص ۲۲۲۔

کی طرف لوٹ گیا[۱]

## "قَرَدَة" میں سریّہ زید بن حارثہ

یکم جمادی الثانی ۳ھ ق مطابق یکم آذر ۳ھ ش، جنگِ بدر اور یثرب میں تحریکِ اسلامی کے نفوذ کے پھیلاؤ کے بعد، قریش کا مغربی تجارتی راستہ جو مکہ سے شام کی جانب جاتا تھا غیر محفوظ ہوگیا۔ قریش نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے اور اپنے قافلہ کے تحفظ کے لئے وہ اس راستہ کو چھوڑ دیں گے اور طولانی، مشرقی راستہ عبور کریں گے۔ یہ راستہ نجد کی آبادیوں سے ہوکر، عراق اور عراق سے شام جاتا تھا۔ انھوں نے اس راستہ سے گذرنے کے لئے ایک "رہنما" کا انتظام کیا۔

پہلا قافلہ جو اس راستہ سے شام گیا وہ صفوان بن اُمیّہ اور دوسرے رہبرانِ قریش کی رہبری میں گیا تھا۔

رسولِ خداؐ اس قافلہ کی روانگی سے آگاہ ہوگئے اور انھوں نے بلا تاخیر سواروں پر مبنی ایک مضبوط لشکر تشکیل دیا اور زید بن حارثہ کو اس کا کمانڈر مقرر فرمایا کہ اس نئے راستے پر پہلے سے پہونچ کر قریش کے قافلہ کا راستہ بند کر دیں۔ جناب زید نجد کی طرف گئے، اونٹوں کے نشان قدم کے ذریعہ قافلہ کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ مقام قردہ تک پہونچے اور کارواں کو جالیا۔

قافلہ کے نگراں اور سربراہ افراد بھاگ کھڑے ہوئے اور پورا قافلہ بلا مقابلہ مسلمانوں کے ہاتھ آگیا اور قافلہ کے دو نگہبان اسیر ہوئے۔

خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال "جو کہ اسّی ہزار درہم تھے" اس جنگی گروہ کے سپاہیوں

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۲۔ طبقات ابنِ سعد جلد ۲ ص ۳۵۔ سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۴/۲ ص ۴۲۔

کے درمیان تقسیم ہوئے۔[۱]

## غزوۂ غطفان

نجد میں ذی اَمر کے مقام پر ریاض سے ۱۱ کیلومیٹر شمال مغرب میں ۱۲ ربیع الاوّل ۳ھ۔ق مطابق ۱۴ شہریور ۳ھ۔ش کو یہ غزوہ ہوا۔

رسولِ خدا کو خبر ملی کہ "بنی ثَعلَبہ" اور "بنی مُحارِب" کی ایک بڑی جمعیت نے مقام ذی اَمر میں ڈیرہ ڈال رکھا ہے اور دُعثُور نامی شخص کی کمان میں مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں رسولؐ خدا چار سو پچاس جنگجو افراد کو جمع کر کے دشمن کی طرف بڑھے۔ دشمن یہ اطلاع ملتے ہی پہاڑیوں میں بھاگ گئے۔ نتیجتہً کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا۔[۲]

## جنگ احد کے مقدمات

شنبہ ۷ شوال ۳ھ ق مطابق ۶ فروردین ۴ھ، ش جنگ شروع ہونے کے اسباب۔

مرکزِ اسلام (مدینہ) پر قریش کے لشکر کے جنگی حملہ کے اسباب کی طرف مختصر طور پر اشارہ کیا جا رہا ہے۔

۱ —— جنگ بدر میں مسلمانوں کی شاندار فتح قریش اور یہود و منافقین کے لئے باعث ننگ اور ناگوارِ خاطر تھی۔ قریش نے نہ صرف یہ کہ اپنے ان سربرآوردہ

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۹۷ ۔ طبقات جلد ۲ ص ۳۶ ۔ متاع الاسماع ص ۱۱۲

۲: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۹۰ ۔ ص ۱۹۳ ۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۴

افراد کو، بلکہ اپنی سرداری ہیبت و نفوذ کو جو عرب کے درمیان تھا اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا۔ جاہل عرب کے لئے جو اپنی سرداری کو اپنا (جھوٹا) قومی افتخار سمجھتے تھے بڑے رنج کا باعث تھا۔

۲ ـــــ قریش اور ان کے کشتوں کے وارثوں کے دلوں میں کینہ اور انتقام کی آگ شعلہ ور تھی اور قریش کے سرداروں نے کشتگانِ بدر پر رونے کو حرام قرار دیا تھا تاکہ مناسب موقع سے ان کے جذبات کے آتش فشانوں کے پھٹنے سے منظم طریقہ سے اسلام کے خلاف مسلمانوں سے انتقام لیا جا سکے۔

۳ ـــــ یہودیوں کے لئے اسلام کا پھیلنا خوش آئند نہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے مشرکینِ قریش کو بھڑکانے میں بڑا زبردست رول ادا کیا۔ بطورِ نمونہ ملاحظہ ہو۔ کعب بن اشرف بدر کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف دوڑا اور وہاں اس نے قریش کے مقتولین کے لئے شعر پڑھا اور مگرمچھ کے آنسو بہا کر ان کے چچا کا داغ تازہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے اس نے پاک باز مسلمان عورتوں کی خوبصورتی کا نقشہ شعر کے قالب میں ڈھال کر ان کے سامنے پیش کیا تاکہ مشرکین کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اسیر بنانے پر آمادہ کرے۔

۴ ـــــ اقتصادی محاصرہ کی لائن کا توڑنا: قریش کی اقتصادی حالت تجارت کے پایہ پر استوار تھی، تجارتی راستوں کے غیر محفوظ ہونے اور مسلمانوں کے حملہ کے ڈر سے ان کی تجارت خطرہ میں پڑ گئی تھی اور ان کے لئے اقتصادی حالت کو زندہ رکھنا مشکل ہو گیا تھا اس لئے اس محاصرہ کو توڑنا اور خود کو اس تنگی سے باہر نکالنا بہت ضروری تھا۔

۵۔۔۔۔۔ آئندہ کے لئے پیش بندی: قریش اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اگر ان کو قدرت حاصل ہوگئی تو وہ، ان کو نہ چھوڑیں گے اور قریش کی اذیتوں اور عداوتوں کا چند برسوں میں ضرور جواب دیں گے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ان کو معلوم تھی کہ بت پرستوں کے ہاتھوں سے مسجد الحرام کو آزاد کرانے کے لئے یہ کسی بھی کوشش سے دریغ نہ کریں گے۔

یہ ساری باتیں سبب بنیں کہ قریش حملہ میں پیش قدمی کریں تاکہ اپنے خیال سے وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کا کام تمام کر دیں۔

## پہلا قدم، جنگی بجٹ کی فراہمی

اس وسیع جنگی حملہ میں پہلا عملی قدم حملوں کی تیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ کی فراہمی کا کام تھا، قریش، دارالندوہ (قریش کے مشورہ کرنے کی جگہ) میں جمع ہوئے اور بحث و مباحثہ کے بعد آخر میں یہ طے پایا کہ پچاس ہزار طلائی دینار اس حملہ کے لئے جمع کئے جائیں۔ یہ بجٹ اس تجارتی کارواں کے منافع سے مہیا کیا جائے جس کو بدر سے پہلے ابوسفیان مکہ میں صحیح و سالم لے آیا تھا۔[1]

قرآن اس سلسلے میں کہتا ہے کہ "بیشک کافرین اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) خدا کے راستہ سے باز رکھیں وہ لوگ ان اموال کو خرچ کر رہے ہیں لیکن یہ ان کی حسرت کا باعث ہوگا۔ اس کے بعد ان کو شکست ہوگی اور اس دنیا میں کافر جہنم میں جائیں گے۔"[2]

---

[1]: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۰

[2]: سورۂ انفال آیت ۳۶

# قوتوں کی جمع آوری

کفار قریش، جنھوں نے نزدیک سے اسلامی سپاہیوں کی شجاعت اور جذبۂ شہادت کو دیکھا تھا، انھوں نے یہ تہیہ کیا کہ پوری توانائی کے ساتھ جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور قریش کے علاوہ مکّہ کے اطراف و جوانب کے دوسرے قبائل عرب کے بہادروں کو بھی اس جنگ میں شریک کریں گے۔

چار آدمیوں کو انھوں نے بادیہ نشین عرب قبائل کے درمیان بھیجا تاکہ وہ ان کے ساتھ مل کر لڑنے اور مدد کرنے کی دعوت دیں، یہ چار آدمی، عَمرِو بن عاص، ہُبَیرہ بن ابو وَہَب، ابن الزِّبَعری اور اُبو عَزَّہ تھے۔

ابو عزہ شروع میں اس ذمّہ داری کو قبول نہیں کر رہا تھا، وہ کہتا تھا کہ "جنگِ بدر کے بعد محمدؐ نے تنہا مجھ پر احسان کیا اور مجھ کو بغیر تاوان کے آزاد کر دیا میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے مقابل میں آنے والے کسی بھی دشمن کی میں مدد نہیں کروں گا۔ میں اپنے پیمان کا وفادار ہوں۔"

لیکن لوگوں نے اس کو قانع کر دیا اور وہ بادیہ نشین قبائل کے درمیان چلا گیا۔ وہاں اس نے شعر پڑھ پڑھ کر لوگوں کو رسولِ خدا کے ساتھ لڑنے کے لئے آمادہ اور جمع کیا۔ دوسرے تین آدمیوں نے بھی قبائل کو لڑائی پر اُبھار کر انھیں جمع کیا، انجام کار قبائل کنانہ اور تِہامہ کے لوگ رسولِ خدا سے قریش کے ساتھ مل کر جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔[1]

---

[1]: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۰

# سیاسی پناہ گزیں

رسولِ خدا کے مدینہ ہجرت کے بعد ابو عامر فاسق جو اپنے قبیلہ اَوس کے ۵۰ افراد کے ساتھ مشرکین کے سربرآوردہ افراد کی پناہ میں تھا وہ ان افراد کو رسولِ خدا سے جنگ کرنے پر بھڑکاتا رہا۔ وہ اپنے قبیلہ کے افراد کے ساتھ مشرکین کی تیاریوں میں شریک تھا اس نے کہا کہ یہ ۵۰ افراد میرے قبیلہ کے ہیں اور جس وقت ہم سرزمینِ مدینہ پر پہونچیں گے اس وقت قبیلۂ اوس کے تمام افراد ہماری طرفداری کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

# قریش مدینہ کا قصد کرتے ہیں

قریش نے مکمل تیاری کے بعد اپنے سپاہیوں کو روانہ کیا یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا جس میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھڑ سوار اور تین ہزار شتر سوار بے پناہ اسلحہ اس جنگی قافلہ میں ۱۵ عورتیں شریک تھیں تاکہ گا بجا کر ان کے جذبات کو برانگیختہ کریں۔

مشرکین کے لشکر کا سپہ سالار ابو سفیان تھا۔ اور خالد بن ولید نے سواروں کی افسری کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ عکرمہ بن ابی جہل خالد کے معاون کی حیثیت۔ اس بار لشکر مشرکین ہر طرح کے ایسے اختلاف سے اجتناب کر رہا تھا جو ان کو دو گروہوں میں بانٹ دیتا ہے۔

# عبّاس کی رپورٹ

جس وقت سپاہیوں نے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت عباس بن عبد المطلب پیغمبرؐ

کے چچا۔ جنھوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا اور بہت قریب سے ان کے کوچ کے نگراں اور ان کی تیاریوں کے شاہد تھے۔ ایک خط پیغمبرؐ کو لکھا اور مشرکین کے سپاہیوں کی جنگی حالت کی اطلاع دی۔

آپ نے قبیلۂ بنی غفار کے ایک معتمد شخص کے ذریعہ وہ خط بھیجا۔ اس فرستادہ نے اتنی تیزی سے راستہ طے کیا کہ مکّہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کو صرف تین دن میں طے کر لیا۔

جب یہ سوار مدینہ پہونچا تو اس وقت پیغمبر اسلامؐ مقامِ "قُبا" میں تھے۔ وہ حضرتؐ کے پاس پہونچا اور اس نے خط دیا۔ رسولِ خداؐ نے وہ خط ایک شخص کو دیا تاکہ وہ اُسے حضرتؐ کو سُنائے پھر آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اس کا مضمون کسی کو بتایا نہ جائے۔

مدینہ کے یہودی اور منافقین اس نامہ بَر کے آنے سے آگاہ ہو گئے۔ اور یہ مشہور کر دیا کہ محمدؐ کے پاس بُری خبر پہونچی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں لوگ قریش کی لشکرکشی سے باخبر ہو گئے۔[1]

## سپاہ قریش راستہ میں

راستہ میں سپاہیوں کے ساتھ کی عورتیں جس منزل پر قیام کرتیں گانا بجانا شروع کر دیتیں، مقتولینِ قریش کی یاد دلا کر سپاہیوں کو بھڑکاتی رہتی تھیں، قریش کے سپاہی جہاں کہیں بھی پانی کے کنارے رُکتے اونٹوں کو کاٹ کر اُن کا گوشت کھاتے۔[2]

عمرو بن سالم خزاعی نے مکّہ اور مدینہ کے راستہ کے درمیان مقام "ذی طویٰ" میں قریش کو خیمہ زن دیکھا، وہ مدینہ آئے اور انھوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی خبر

---

[1]: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۴

[2]: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۵، ص ۲۰۶

پیغمبرؐ کو دی۔[1]

## اطلاعات کی فراہمی

شب پنجشنبہ ۵، شوال ۳ھ ق مطابق ۴، فروردین ۴ھ ش۔ کو دو گشتی سراغرساں "انس اور مونس" فضالہ کے بیٹوں کو دشمنوں کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دونوں افراد نے قریش کو مقام "عقیق" میں دیکھا اور ان کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ انھوں نے مقام "وطاء" میں لشکر کا پڑاؤ ڈالا۔ یہ لوگ وہاں سے پیغمبرؐ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرنے کے لئے واپس آ گئے۔[2]

## دشمن کے لشکر کے ٹھہرنے کی جگہ

سپاہ مشرکین نے مقام وطاء میں احد کے نزدیک پڑاؤ ڈالا، دشمنوں کے صرف ٹھہر جانے کی بناء پر پیغمبرؐ نے حُباب بن مُنذِر کو پوشیدہ طور پر اس بات پر مامور فرمایا کہ وہ دشمن کی قوت کا اندازہ کریں۔ اور ضروری اطلاعات جمع کر کے اس کی رپورٹ دیں۔ رسولِ خداؐ نے اس بات کی تاکید کی کہ اپنی رپورٹ دوسروں کے رو برو پیش نہ کریں مگر یہ کہ دشمن کی تعداد کم ہو (تو اس وقت کوئی حرج نہیں ہے)

حُباب دشمن کے سپاہیوں کے قریب پہونچے اور نہایت دقتِ نظر سے انکا جائزہ لیا، پھر واپس آئے اور پیغمبرؐ سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ "حضورؐ میں نے ایک بڑا لشکر دیکھا

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۵

۲: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۶، ۲۰۷

ہے میرا اندازہ ہے کہ کم و بیش تین ہزار افراد ہیں، دو سو گھوڑے ہیں اور زرہ پوش سپاہیوں کے بارے میں میرا تخمینہ ہے کہ سات سو کے قریب ہوں گے، رسولِ خدا نے پوچھا کہ تم نے عورتوں کو بھی دیکھا؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں جن کے پاس گانے بجانے کے سامان بھی ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ "یہ عورتیں مردوں کو لڑائی پر اُکسانا اور مقتولینِ بدر کو انھیں یاد دلانا چاہتی ہیں اس سلسلہ میں تم کسی سے کوئی بات نہ کرنا خدا ہماری مدد کے لئے کافی ہے۔ وہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے خدایا ہماری روانگی اور ہمارا حملہ تیری مدد سے ہوگا۔[1]

## مدینہ میں تیاریاں

شبِ جمعہ ۶، شوال ۳ھ ق مطابق ۵، فروردین ۴ھ۔ش۔ اوس و خزرج کے سربرآوردہ افراد سعد بن معاذ اُسید بن حُضیر اور سعد بن عُبادہ چند افراد کے ساتھ مسلح ہو کر مسجد میں اور پیغمبرِ خدا کے گھر کے دروازہ پر نگہبانی کے لئے کھڑے ہو گئے۔

مشرکین کے شب خوں مارنے کے خوف سے صبح تک شہرِ مدینہ کی نگرانی کی جاتی رہی۔[2]

## فوجی شوریٰ کی تشکیل

رسولِ خدا اس فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہ جائیں اور شہر میں رہ کر دفاع

---

[1]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۷، ۲۰۸

[2]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۸

کریں تو مسلمانوں کی قدر و قیمت گر جائے گی اور دشمن گستاخ ہو جائیں گے اور کیا تعجب ہے کہ جب دشمن شہر کے نزدیک ہوں تو ایسی صورت میں ایک داخلی سازش کے ذریعہ منافقین اور یہود دشمن کی فتحیابی کے لئے زمین ہموار کر دیں۔ دوسری طرف شہر میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ قریش اس بات پر مجبور ہوں گے کہ شہر پر حملہ کر دیں اور اس صورت میں شہر میں جنگی ٹیکنیک کو بروئے کار لانے سے دشمن پر میدان تنگ ہو جائے گا اور وہ شکست کھا جائیں گے۔ اور شہر میں رہنا سپاہیوں میں دفاع کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش پیدا کرے گا۔

• قریش بھی اسی فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہ گئے تو درختوں کو کاٹ کر نخلستان میں آگ لگا کر ان کو ناقابلِ تلافی اقتصادی نقصان پہونچایا جائے گا۔

رسولِ خدا نے دفاعی حکمت عملی کی تعیین کے لئے اپنے اصحاب سے مشورہ کے لئے ایک میٹنگ طلب کی۔ اس جلسہ میں حضورؐ نے اعلان کیا کہ اگر آپ لوگ مصلحت سمجھیں تو ہم مدینہ میں رہیں اور دشمنوں کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے جہاں وہ اُترے ہیں۔ تاکہ اگر وہ وہیں رہیں تو زحمت میں مبتلا رہیں اور اگر مدینہ پر حملہ کریں تو ہم ان کے ساتھ جنگ کریں۔

عبداللہ بن اُبَی نے اُٹھ کر کہا کہ "یا رسولؐ اللہ! ابھی تک دشمن اس شہر پر فتحیاب نہیں ہوئے ہیں اور کوئی دشمن اس پر کامیابی نہیں حاصل کر سکا ہے۔ ماضی میں ہم نے دشمن کے ساتھ جب بھی میدان میں لڑائی کی ہے شکست سے دوچار ہوئے ہیں۔ اور جب بھی دشمن نے یہ چاہا ہے کہ وہ ہمارے شہر میں آئے تو ہم نے ان کو شکست دی ہے۔ لہٰذا آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اس لئے کہ اگر وہ وہیں رہے تو بدترین قید میں ہیں اور اگر انھوں نے ہم پر حملہ کر دیا تو ہمارے بہادر ان سے لڑیں گے اور ہماری عورتیں اور بچّے کوٹھوں سے ان پر پتھراؤ کریں گے۔ اور اگر وہ پلٹ گئے تو سر شکستہ خوردہ، نا اُمید اور بغیر کسی فائدہ کے واپس جائیں گے۔ مہاجر و انصار کے بزرگ افراد حسن نیت کے ساتھ اسی خیال کے حامل تھے۔ لیکن نوجوان جن کی تعداد زیادہ تھی شہادت کے مشتاق تھے خاص گروہ لوگ جو بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ دشمن

سے رو برو لڑنے کے لئے بے قرار تھے اور رسولؐ خدا سے یہ خواہش ظاہر کر رہے تھے کہ وہ ان کو دشمن کے مقابل میدانِ کارزار میں لے چلیں۔

اس اکثریت میں لشکرِ اسلام کے دلیر سردار حضرت حمزہ تھے انھوں نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے قرآن کو نازل فرمایا ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک شہر سے باہر دشمنوں سے نبرد آزمائی نہ کرلیں۔

جواں سال افراد کچھ اس طرح کا استدلال پیش کر رہے تھے کہ: اے خدا کے پیغمبرؐ! ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ کہیں دشمن یہ نہ خیال کر بیٹھیں کہ ہم ان کے سامنے آنے سے ڈر گئے اور ہم شہر سے باہر نکلنا نہیں چاہتے۔ ہم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ قریش اپنے وابستگان کی طرف واپس جائیں اور کہیں کہ ہم نے محمدؐ کو یثرب میں مقید کر دیا اور (اس طرح) اعراب کو ہمارے سلسلہ میں دلیر بنا دیں۔[۱]

# فیصلہ کن ارادہ

جوانوں کے اصرار کی بنا پر رسولؐ خدا نے اکثریت کی رائے کو قبول فرمایا پیغمبرؐ نے مسلمانوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں ان کو واقعیت اور جہاد کی دعوت دی اور ان کو حکم دیا کہ وہ دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، پھر آپ نے نمازِ عصر جماعت کے ساتھ پڑھائی اس کے بعد فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ جنگی لباس زیب تن فرمایا اپنی ٹوپی (خود) سر پر رکھی تلوار کو کمر سے حمائل کیا جب اس صورت سے آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو وہ لوگ جو باہر نکلنے کے سلسلہ میں اصرار کر رہے تھے، شرمندہ ہوئے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ "جس بات کی طرف پیغمبرؐ کا میلان نہیں تھا ہمیں اس کے خلاف اصرار کرنے کا حق نہیں تھا" اس وجہ

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۱۹/۲۰۹

سے وہ رسولؐ خدا کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ "اب اگر آپ چاہیں تو مدینہ میں رہیں"۔ رسولِ خدا نے فرمایا "یہ مناسب نہیں ہے کہ پیغمبرؐ لباس جنگ پہن لے اور قبل اس کے کہ خدا دشمنوں کے ساتھ جنگ کی سرنوشت کو روشن کر دے وہ لباسِ جنگ کو اُتار پھینکے اب ہم جو کہہ رہے ہیں وہ کرتے جاؤ خدا کا نام لے کر جادہ پیما ہو جاؤ اگر صابر رہو گے تو کامیاب رہو گے"۔[1]

## کچھ سوالات

۱ ــــــ غزوہ بنی قینقاع کس زمانہ میں واقع ہوا اور اس کا نتیجہ کیا رہا؟

۲ ــــــ سریہ زید بن حارثہ مقام "ذی قرد" میں کیسے انجام پایا؟

۳ ــــــ علیؑ و فاطمہؑ کا عقد کس سن میں ہوا؟

۴ ــــــ جنگ احد شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟

۵ ــــــ جنگ احد کا بجٹ کفار کے ذریعہ کس طرح پورا ہوا؟

۶ ــــــ راہِ خدا سے روکنے کے بارے میں مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں قرآن کیا کہتا ہے؟

۷ ــــــ رسولِ خدا قریش کی روانگی سے کیسے واقف ہوئے؟

۸ ــــــ دشمن کے مقابل مسلمانوں کا آخری فیصلہ کیا تھا؟

---

[1] : مغازی واقدی جلد ۳، ص ۲۱۴/۲۱۳

# دوسری فصل

لشکرِ اسلام کی روانگی
لشکرِ توحید کے کیمپ میں
منافقین کی خیانت
جنگی صف آرائی
دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتے ہیں
لشکروں کی نسبت
جنگ کیوں کر شروع ہوئی
دشمن کے حرکت میں آنے کا سبب، موسیقی
عمومی حملہ
فتح کے بعد شکست
پیغمبرؐ کا دفاع کرنے والوں کی شجاعت
اُمِ عمارہ شیر دل خاتون
قوتوں کی جمع آوری
سوالات

# لشکرِ اسلام کی روانگی

روانگی کے وقت رسولِ خدا نے تین نیزے طلب فرمائے اوران میں تین پرچم باندھے مجاہدین کا عمومی پرچم تھا جوکہ علیؑ ابنِ طالبؑ کو دیا۔ قبیلہ "اوس" کا پرچم "اُسَید بن حُضَیر" اور قبیلۂ خزرج کا پرچم "سعد بن عبادہ" کے سپرد کیا۔ رسولِ خدا جمعہ کے دن عصر کے وقت ایک ہزار افراد کے ساتھ اس حالت میں مدینہ سے باہر نکلے کہ آپؐ خود گھوڑے پر سوار تھے اور نیزہ ہاتھ میں تھا۔ مسلمانوں کے درمیان صرف سو افراد کے جسم پر زرہ تھی۔

جب لشکرِ اسلام مقام شیخان پر پہونچا تو ناگہاں ایک گروہ ہمہمہ کرتا ہوا پیچھے سے آن پہونچا۔ رسولِ خدا نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ کے رسولؐ یہ عبداللہ بن اُبَیّ کے ہم پیمان یہودی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ "ان تک یہ بات پہونچا دو کہ ہم نصرت سے بے نیاز ہیں" اس کے بعد فرمایا کہ "مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے مشرکین سے مدد نہ لی جائے"۔[1]

---

[1]: الصحیح من سیرۃ النبی جلد ۴، ص ۱۹۳ و مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۱۵۔

# لشکرِ توحید کے کیمپ میں

رسولِ خداؐ نے شیخان کے پاس پڑاؤ ڈالا اور محمد بن مسلمہ کو ۵۰ افراد کے ساتھ لشکرِ اسلام کے خیموں کی محافظت کے لئے مامور فرمایا۔

اس مقام پر خود اپنی مرضی سے جنگ میں شرکت کرنے والے نوجوان آپؐ کے پاس آئے اور جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی، رسولِ خداؐ نے جنگ میں ان کی شرکت کی موافقت نہیں فرمائی، حضرتؐ سے ان لوگوں نے کہا کہ رافع بن خَدِیج ایک ماہر تیرانداز ہے اور رافع نے بھی اونچے جوتے پہن کر اپنے قد کی بلندی کا مظاہرہ کیا رسولِ خداؐ نے رافع کو شرکت کی اجازت دے دی۔ سَمُرَہ بن جُندُب نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں رافع سے زیادہ قوی ہوں، میں ان سے کشتی لڑنے کے لئے تیار ہوں رسولِ خداؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ کشتی لڑو۔ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا تو رسولِ خداؐ نے ان کو بھی شرکت کی اجازت دیدی۔[1]

عبداللہ بن جحش نے پیغمبرؐ سے عرض کیا کہ "اے رسولِ خداؐ دشمنوں نے وہاں ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ میں نے پہلے ہی خدا کی بارگاہ میں یہ دُعا کی تھی کہ دشمنوں سے مقابلہ ہو اور وہ مجھ کو قتل کر دیں میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں میرے جسم کو مثلہ کر دیں تاکہ ایسی حالت میں میں خدا کا دیدار کروں اور جس وقت وہ مجھ سے پوچھے کہ کس راہ میں تیری یہ حالت کی گئی ہے؟ تو میں کہوں کہ اے خدا تیری راہ میں۔"[2]

عمرو بن جموح ایک لنگڑے انسان تھے، ان کے چار بیٹے تھے جو پیغمبرؐ کے ساتھ جنگوں میں شیر کی طرح لڑتے تھے، جب جنگ اُحد پیش آئی تو ان کے عزیز و اقارب نے

---

۱۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۱۶

۲۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۱۹

ان کو شرکت سے منع کیا اور ان سے کہا کہ تمہارے پیر میں لنگ ہے فریضۂ جنگ کا بار تمہارے دوش پر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے بیٹے تو پیغمبرؐ کے ساتھ جا ہی رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ "وہ لوگ تو جنّت میں چلے جائیں ۔ اور میں یہاں تمہارے پاس رہ جاؤں؟" ان کی بیوی نے دیکھا کہ ہتھیار سج رہے ہیں اور زیرِ لب یہ دعا کر رہے ہیں کہ "خدایا! مجھ کو میرے گھر واپس نہ پلٹا۔" ان کے بیٹوں نے ان سے اصرار کیا کہ وہ جنگ میں شرکت سے اجتناب کریں۔ وہ پیغمبرؐ کی خدمت میں پہونچے اور کہا "اے رسولِؐ خدا میرے لڑکے نہیں چاہتے کہ مجھے آپؐ کے ساتھ اس جنگ میں شرکت کرنے دیں، بخدا میری خواہش ہے کہ اس لنگ زدہ پیر کو بہشت کی سرزمین پر گھسوں۔"

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ :

"خدا نے تجھ کو معذور رکھا ہے اور جہاد کے فریضہ کا بار تیرے کاندھوں سے اُٹھ گیا ہے۔"

انھوں نے قبول نہیں کیا نتیجتہً رسولِؐ خدا نے ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ "اگر تم ان کو نہ روکو تو تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ شاید خدا ان کو شہادت نصیب کرے[1]۔" آفتاب غروب ہوا جنابِ بلال نے اذان دی، رسولِؐ خدا نے مجاہدینِ اسلام کے ساتھ نماز جماعت ادا کی۔ اس طرف دشمن کے لشکرگاہ میں عکرمہ بن ابی جہل کو چند سواروں کے ساتھ خیموں کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا[2]۔

## منافقین کی خیانت

رسولِؐ خدا، صبح سویرے شیخان سے احد کی طرف (۶ کلومیٹر مدینہ سے) روانہ

---

[1]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۶۴

[2]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۱۷

ہوئے۔ مقام شوط پر عبداللہ بن ابی بن سلول منافقین کا سرغنہ اپنے چاہنے والے تین سو افراد کے ساتھ مدینہ لوٹ گیا۔ اس نے اپنے بہانہ کی توجیہ کے لئے کہا کہ "محمدؐ نے جوانوں کی بات سُنی ہماری بات نہیں سُنی اے لوگو! ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس لئے اپنے آپ کو قتل کئے جانے کے لئے پیش کردیں۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے پڑ گئے اور کہا کہ "اے قوم والو خدا سے ڈرو" ایسے موقع پر جب دشمن نزدیک ہیں اپنے قبیلہ اور پیغمبرِ خدا کو تنہا نہ چھوڑو" لوگوں نے کہا کہ "ہم اگر یہ جانتے کہ لڑائی ہونے والی ہے تو ہم تم کو نہ چھوڑتے۔ لیکن ہم کو معلوم ہے کہ کسی طرح کی جنگ نہیں ہوگی"۔

عبداللہ بن عمرو نے جو کہ ان سے ناامید ہو چکے تھے، کہا کہ اے دشمنانِ خدا، خدا تم کو اپنی رحمت سے دور کرے اور خدا اپنے پیغمبرؐ کو تم سے بے نیاز کر دے۔

ان تین سو افراد کے چلے جانے کے بعد قبیلہ بنی حارثہ اور قبیلہ بنی سلمہ کے افراد بھی سُست پڑ گئے ان کا خیال بھی واپس جانے کا تھا کہ خدا نے ان کو استوار رکھا۔[۱]

# صف آرائی

روز شنبہ ۷ شوال ۳ھ ق مطابق ۱۶ فروردین ۴ شمسی کو رسولؐ خدا نے احد میں نمازِ صبح ادا کرنے کے بعد لشکر کی صف آرائی شروع کر دی۔ کوہِ احد کو پیچھے اور مدینہ کو اپنے سامنے قرار دیا۔ سپاہیوں کو مکمل طور پر ترتیب دینے کے بعد آپؐ نے تقریر فرمائی اور کہا کہ "تعریف اور جزاء اس شخص کے لئے ہے جو اپنے فریضہ کو صبر و سکون اور واقفیت و یقین کے ساتھ انجام دیتا ہے، اس لئے کہ جہاد ایک سخت اور دشوار کام ہے اس میں بڑی مشکلات و پریشانیاں ہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس میں صابر رہیں۔ مگر وہ لوگ جن کو خدا ہدایت و تقویت دے۔ خدا اس کا دوست ہے جو اس کا فرماں بردار ہے اور شیطان اس کا دوست ہے

---

۱؎ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (آل عمران ۱۲۲) مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۱۹۔
[illegible] ص ۱۵۱۔ تاریخ پیامبر دکتر آیتی ص ۲۸۶۔ اعیان الشیعہ جلد ۱ ص ۲۵۴

جو اس کی پیروی کرتا ہے۔

ہر چیز سے پہلے جہاد میں، استقامت رکھو اور اس وسیلہ سے ان سعادتوں کو اپنے لئے فراہم کرو جن کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ اختلاف، کشمکش اور ایک دوسرے کو کمزور بنانے کا ارادہ ترک کر دو کیونکہ یہ باتیں حقارت و ناتوانی کا سبب ہیں۔

پیغمبرؐ نے "عبداللہ بن جُبَیرؓ" کو ۵۰ تیر اندازوں کے ساتھ درّہ کوہ عینین کی پاسبانی پر معین فرمایا اور اس تنگ راستہ کی حفاظت کے لئے جنگی حکمتِ عملی بتاتے ہوئے فرمایا کہ: چاہے ہم فتحیاب ہوں اور چاہے شکست کھا جائیں تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور دشمن کے سواروں کو تیر اندازی کے ذریعہ ہم سے دور کرتے رہنا۔ تاکہ وہ پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں۔ اگر ہم قتل کر دیئے جائیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم فتحیاب ہو جائیں اور ہم مالِ غنیمت حاصل کرنے لگیں پھر بھی تم ہمارے پاس نہ آنا تم اپنی جگہ مضبوطی سے ڈٹے رہنا۔ یہاں تک کہ ہمارا کوئی حکم آجائے [۱]

## دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتے ہیں

ابو سفیان نے بھی اپنی صفوں کو منظم کر لیا پیادہ زرہ پوش لشکر کو درمیان میں خالد بن ولید کی کمان میں کچھ سواروں کا لشکر داہنی جانب اور ایک گروہ کو عکرمہ بن ابی جہل کی سرکردگی میں بائیں جانب۔ اور سیاہ پرچم اُس نے قبیلہ بنی عبدالدار کے افراد کے سپرد کیا اور شرک و الحاد کے وجود کی حفاظت کے لئے حکم دیتے ہوئے کہا کہ "لشکر کی کامیابی پرچم داروں کی استقامت

[۱]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۲۰ سے ۲۲۴ تک

میں پوشیدہ ہے ہم نے بدر کے دن اسی وجہ سے شکست کھائی تھی اب اگر اپنے آپ کو تم اس کے لائق ثابت نہیں کروگے تو پرچم داری کا یہ فخر کسی اور قبیلہ کو نصیب ہوگا ان باتوں سے اس نے بنی عبدالدار کے جاہلی احساسات کو مہمیز کیا یہاں تک کہ وہ آخری دم تک جان کی بازی لگانے کیلئے آمادہ ہوگئے۔[1]

اب خوں چکاں جنگ کے دہانہ پر دونوں لشکر توحید و شرک ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں اور ان دونوں لشکروں کی توانائیوں کی نسبت آپس میں مندرجہ ذیل ہے۔[2]

| | لشکر اسلام | لشکر مشرکین | نسبت |
|---|---|---|---|
| سپاہ | ۷۰۰ | ۳۰۰۰ | مسلمانوں کے مقابل کفار کی نسبت ۴ ۲/۷ |
| زرہ پوش | ۱۰۰ | ۷۰۰ | کفار ۷ گنا |
| نیزہ بردار | ۱۰۰ | ۷۰۰ | کفار ۷ گنا |
| شہ سوار | ۲ | ۲۰۰ | کفار ۱۰۰ گنا |

# جنگ کیسے شروع ہوئی؟

دونوں لشکروں کے درمیان ٹکراؤ کا جو پہلا شخص باعث بنا وہ "ابو عامر" تھا۔ احد کے دن آگے بڑھتا ہوا لشکر کے مقابل گیا اور آواز دی کہ اے اوس! میں ابو عامر ہوں لوگوں نے کہا کہ "اے فاسق تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں" ابو عامر اس غیر متوقع جواب کے سننے سے اہلِ مکّہ کے درمیان ذلیل ہوگیا۔ اس نے کہا کہ "میرے ذریعہ میرے قبیلہ کو گزند پہونچی ہے۔" اسکے بعد

[1]: یہ نقشہ جنرل طلاس کی کتاب "پیامبر و آئین نبرد سے استفادہ کرتے ہوئے تھوڑے تغیر کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ [2]: مغازی واقدی جلد ۱۔ ص ۲۲۳

اس نے مسلمانوں سے جنگ کا آغاز کر دیا لشکرِ اسلام نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر سنگ باری کی اس کے بیٹے حنظلہ جو لشکرِ اسلام میں تھے، انھوں نے رسولِ خدا سے اجازت مانگی تاکہ اپنے باپ کو قتل کر دیں لیکن رسولِ خدا نے اجازت نہیں دی[1]

ابو عامر کے بیٹھ رہنے کے بعد "طلحہ بن ابی طلحہ" مشرکوں کا پرچمدار، جسے سیاہ مینڈھا کہا جاتا تھا، مغرورانہ انداز میں آگے بڑھا اور اس نے چلّا کر کہا کہ تم کہتے ہو کہ "تمہارے مقتولین دوزخ میں اور ہمارے مقتولین بہشت میں جائیں گے۔ اس صورت میں آیا کوئی ہے جس کو میں بہشت میں بھیج دوں یا وہ مجھ کو دوزخ میں پہونچا دے؟" علی علیہ السّلام اس کے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

جنگ شروع ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں سپاہ مشرک کا پرچم دار شمشیرِ علیؑ کی بدولت کیفرِ کردار کو پہونچا۔ رسولِ خدا خوش ہو گئے اور مجاہدینِ اسلام نے صدائے تکبیر بلند کی۔

طلحہ کے بھائی نے پرچم اُٹھا لیا اور آگے بڑھا در آں حالیکہ دوسرے چند افراد پرچم اُٹھانے اور سرنگوں ہو جانے کی صورت میں وجودِ شرک کا دفاع کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے[2]

## دشمن کے حرکت میں آنیکا سبب موسیقی

اسلام کے مجاہد اپنے مقدّس دین کے دفاع کے لئے لڑ رہے تھے اور اپنے دل و دماغ میں شہادت کی آرزو کو پروان چڑھا رہے تھے لیکن مشرکین کے سپاہیوں کا مقصد پست مادّی آرزوؤں کا حصول اور انتقام کے سوا کچھ نہ تھا۔ مشرکین کے نامور افراد اپنے سپاہیوں کے ان ہی جذبات کی، جنگ کے وقت تقویت کر رہے تھے اور یہ ذمّہ داری ان آوارہ عورتوں کی تھی۔

[1]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۲۳

[2]: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۲۳

جو آلاتِ موسیقی بجاتیں اور مخصوص آواز میں ترانے گاتی تھیں تاکہ غریزہ جنسی کی آڑ لیکر ان افراد کو بھڑکائیں اور دوسری طرف ان کے انتقامی کنبہ کی آگ کو شعلہ ور کر دیں اور وہ لوگ نفسیاتی طور پر متاثر ہو کر جنگ کو جاری رکھیں۔

جو شعر یہ بدقماش عورتیں پڑھ رہی تھیں اس کا مطلب کچھ اس طرح تھا، ہم طارق کی بیٹیاں (ستارہ سحری) ہیں ہم بہترین فرش پر قدم رکھتے ہیں اگر دشمن کی طرف بڑھو گے تو ہم تمھارے گلے لگ جائیں گے، اگر دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے اور فرار کرو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گے۔ [1]

# عمومی حملہ

علیؑ نے پھر نئے پرچم دار پر حملہ کیا اور وہ بھی اپنے گندے خون میں لوٹنے لگا۔ رسولِ خداؐ کے حکم سے عمومی حملہ شروع ہوا مجاہدینِ اسلام ایسی شجاعت سے لڑ رہے تھے جس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اور اسی درمیان چند افراد جیسے علیؑ، حمزہ اور ابو دجانہ بے خوفی کی عظیم مثال تاریخِ بشریت میں ثبت کرتے جا رہے تھے۔ سپاہِ دشمن پر بجلیاں گرا رہے تھے ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ پرچم داروں کے پیر اُکھاڑ دیں، جنگ زیادہ تر اسی حصہ میں ہو رہی تھی اس لئے کہ اس زمانہ میں پرچم کا سرنگوں ہو جانا بمنزلہ شکست اور خاتمہ جنگ سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے مشرکین کے پرچم دار اپنی انتہائی شجاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے اور بنی عبد الدار کے قبیلہ کے افراد نہایت غیظ و غضب کے عالم میں اپنے پرچم دار کے ارد گرد جنگ کرتے جاتے تھے اور جب کوئی پرچم دار قتل ہو جاتا تھا تو احتیاطی فوجیں بلا فاصلہ جلدی سے بڑھ کر

---

۱: نحن بنات طارق۔ نمشی علی النمارق۔ ان تقبلوا نعانق۔ او تدبروا نفارق۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۲۳/۲۲۵۔

پرچم کھول دیتی تھیں۔ اس درمیان دشمن کے شہ سواروں نے تین مرتبہ سپاہیانِ اسلام کے محاصرہ کو توڑنا چاہا اور ہر بار عبداللہ بن جبیر کے لشکر نے مردانہ وار، نہایت بہادری اور تیراندازی کے ذریعہ ان کو پیچھے ڈھکیل دیا۔

علیؑ کی تلوار، حمزہ کی دلیری اور عاصم بن ثابت کی تیراندازی سے "بنی عبدالدار" کے پرچم داروں میں سے نو افراد یکے بعد دیگرے ہوا ہو گئے تھے رعب و وحشت نے مشرکین کے سپاہیوں کو گھیر رکھا تھا۔ آخری بار انھوں نے صواب نامی غلام کو پرچم دیا۔ صواب سیاہ چہرہ اور وحشت ناک ہیولے کے ساتھ پیغمبرؐ کی طرف بڑھا آنکھیں سُرخ تھیں اور منہ سے کف جاری تھا۔ لیکن علیؑ نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایسی ضربت اس کی کمر پر لگائی کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

مسلمانوں نے مشرکین کی صفوف کو درہم برہم کر دیا وہ عورتیں، جو دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں، دف پھینک کر پہاڑوں کی طرف بھاگیں، مشرکین کے لشکر میں فرار اور شکست شروع ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں ان میں سے زیادہ تر لوگ بھاگ گئے اور اس طرح جنگ کا پہلا مرحلہ مشرکین کی شکست اور مجاہدینِ اسلام کی کامیابی پر تمام ہوا۔

## فتح کے بعد شکست

راہِ خدا میں جہاد، رضائے خدا کی طلب، آئینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے علاوہ مجاہدینِ اسلام کا کوئی اور مقصد نہ تھا وہ آخری وقت تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور نتیجہ میں فتحیاب ہوئے۔ لیکن فتح کے بعد بہت سے مسلمان اس مقصد سے ہٹ گئے اور ان کی نیت بدل گئی۔ قریش نے جو مالِ غنیمت چھوڑا تھا اس نے بہت سے لوگوں کے اخلاص کی بنیادیں ہلا دیں انھوں نے فرمانِ رسولِ خدا اور اپنے جنگ کے مقصد کو بھلا دیا۔ دشمنوں کے تعاقب سے چشم پوشی کر کے مالِ غنیمت کی جمع آوری میں مشغول ہو گئے۔ انھوں نے اپنی جگہ یہ سوچ لیا تھا کہ کام ختم ہو گیا۔

درہ کی پشت پر جو نگہبان موجود تھے انھوں نے جب مجاہدین کو مالِ غنیمت جمع کرتے دیکھا تو جنگی حکمتِ عملی کے اعتبار سے اس اہم درہ کی حفاظت کی اہم ذمّہ داری کو بھلا دیا اور کہا کہ "ہم یہاں کیوں رُکے رہیں؟ خدا نے دشمن کو شکست دی اور اب تمھارے بھائی مالِ غنیمت جمع کر رہے ہیں۔ چلو تاکہ ہم بھی ان کے ساتھ شرکت کریں۔" عبداللہ بن جُبیرؓ نے یاد دلایا کہ کیا رسولِ خدا نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "اگر ہم قتل کر دیئے جائیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم کامیاب ہو گئے اور مالِ غنیمت جمع کرنے لگے جب بھی ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا اور پسِ پشت سے ہماری حفاظت کرتے رہنا؟" عبداللہ نے ان کو بہت سمجھایا کہ تم کمانڈر کے حکم سے سرتابی نہ کرنا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ انھوں نے غنیمت کے لالچ میں اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اور اس سے دور نکل آئے عبداللہ صرف دس افراد کے ساتھ وہاں باقی رہ گئے۔

خالد بن ولید جو کہ دشمن کی فوج کے شہ سواروں کا سردار تھا۔ جب درّہ کو خالی دیکھا تو اس نے اپنے ماتحت فوجیوں کو لیکر وہاں حملہ کر دیا اور چند بچے ہوئے تیراندازوں پر ٹوٹ پڑا عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی ٹولی کے ساتھ خالد بن ولید کی پشت پناہی کی، جن تیراندازوں نے درّہ نہیں چھوڑا تھا انھوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے ترکش کے تمام تیر خالی ہو گئے اس کے بعد انھوں نے نیزے پھر شمشیر سے جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔

جب سپاہیانِ اسلام یہاں اطمینان کے ساتھ مالِ غنیمت جمع کرنے میں مشغول تھے۔ اس وقت خالد بن ولید لشکرِ اسلام کی پشت پر تھا۔ ایک طرف مشرکین اپنے فرار کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ اس نے جنگی حکمت عملی والے اہم حصّہ کو فتح کر لیا تھا۔ وہ چلّا چلّا کر شکست خوردہ لشکر قریش کو مدد کی دعوت دے رہا تھا۔ اسی ہنگام میں بھاگنے والوں کی عورتوں میں سے ایک عورت نے کفر کے سرنگوں پرچم کو لہرا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد قریش کا بھاگا ہوا لشکر واپس آ گیا اور شکست خوردہ لشکر پھر سے منظم ہو گیا۔

سپاہِ اسلام افراتفری اور بدنظمی کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر میں سامنے اور پیچھے سے

محاصرہ میں آگئی اور پھر نئے سرے سے دو لشکروں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔

مسلمان حواس باختہ ہو گئے اور اس طرح وہ دشمن کے ہاتھ سے بھی مارے گئے۔ اور بدحواسی کے عالم میں نہ پہچانتے کی بنا پر ایک دوسرے کو بھی مار دیتے تھے۔

اس غیر مساوی جنگ کے ہلڑ ہنگامہ میں جو دوبارہ شروع ہو چکی تھی ابن قمہ نے اسلام کے لشکر کے افسر مصعب بن عمیر پر حملہ کر دیا جو پیغمبرؐ کا دفاع کر رہے تھے اور وہ خدا سے عہد و پیمان کی راہ میں اپنے خون میں غلطاں ہو گئے۔

مصعب نے لڑائی کے وقت اپنے چہرہ کو چھپا رکھا تھا تاکہ وہ پہچانے نہ جائیں۔ ابن قمہ نے سوچا کہ اس نے پیغمبرؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اس وجہ سے وہ چلّایا کہ " اے لوگو! محمدؐ قتل کر ڈالے گئے۔ اس خبر سے قریش اس قدر خوش تھے کہ آپس میں شور و غل مچا کر کہہ رہے تھے۔ " محمدؐ قتل ہو گئے! محمدؐ قتل ہو گئے "۔ [1]

اس بے بنیاد خبر کا پھیلنا دشمن کی جرأت کا باعث بنا اور لشکرِ قریش سیلاب کی طرح اُمنڈ پڑا اور مشرکین کی عورتوں نے مصعب کے جسم پاک اور شہدا میں سے بہت سے افراد کے جسدِ اطہر کو مثلہ کر دیا۔

دوسری طرف اس خبر نے جنگ کی حالت میں مجاہدینِ اسلام کو بہت بڑا روحانی صدمہ پہونچایا وہ اس طرح کہ اکثر لوگوں نے ہاتھ روک لیا اور پہاڑ پر پناہ لینے کے لئے بھاگ گئے۔ بعض ایسے حواس باختہ ہوئے کہ انھوں نے یہ سوچا کہ کسی کو فوراً مدینہ میں عبداللہ بن اُبَیُ کے پاس بھیجیں تاکہ وہ واسطہ بن جائے اور قریش سے ان کے لئے امان مانگے۔ پیغمبرؐ مسلمانوں کو اپنی طرف بُلا رہے تھے۔ اور فرماتے تھے "اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ! اے فلاں فلاں تم میری طرف آؤ!" لیکن اس دستہ نے اپنی جان بچائی جس کے پاس ایمان نہیں تھا اور جیسے بھاگ رہا تھا ویسے ہی بھاگتا رہا۔ ان میں سے بعض پہاڑ پر بھاگتے وقت اپنے خیال میں وعدۂ فتح سے بدگمان ہو گئے۔ اور جاہلی افکار نے ان کا

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۲۹/۲۳۲

پیچھا کرنا شروع کیا بعض نے قرار پر فرار کو ترجیح دی اور مدینہ چلے گئے اور تین دن تک اپنے آپ کو چھپائے رکھا[1]۔

## پیغمبرؐ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت

درّہ میں چند افراد باقی رہ گئے تھے اور ایسی شجاعت کے ساتھ دشمن کے پے در پے حملہ کو دفع اور پیغمبرؐ کا دفاع کر رہے تھے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ علیؑ نے ایک لحظہ کے لئے بھی میدان کو نہیں چھوڑا۔ آپ اپنی تلوار سے پے در پے دشمن کے سر پر موت کا مینہ برسا رہے تھے اور ایک دستہ کو قتل کر کے دوسرے دستہ کو فرار پر مجبور کر رہے تھے۔

حضرت علیؑ نے بہت زخم کھائے تھے لیکن پھر بھی نہایت تیزی کے ساتھ شیر کی طرح غرّا کر شکار پر حملہ کرتے تھے اور پروانہ وار پیغمبرؐ کے گرد چکّر لگا رہے تھے مبادا کوئی ان کی شمع وجود جو نورِ خدا ہے۔ خاموش نہ کر دے ایسا منظر بار بار آ رہا خدا اس بہادری کا شاہد ہے۔ جبرئیلؑ نے آسمان سے آواز بلند کی۔

لا فتیٰ الا علی     لا سیف الا ذوالفقار[2]

اور تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے۔ اہلِ سنت کے مورخ ابنِ ہشام لکھتے ہیں کہ "احد کی جنگ میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں قریش کے زیادہ تر افراد قتل ہوئے"[3]۔

احد کے معرکہ میں بہادری کا جوہر دکھانیوالوں میں جناب حمزہ بن عبد المطلب سردارِ لشکرِ اسلام تھے جنھوں نے رسولِ خداؐ کا دفاع کرتے ہوئے دلاورانہ جنگ میں بہت سے مشرکین کو واصلِ جہنم کیا۔ ابو سفیان کی بیوی ہند نے وحشی سے جو جبیر ابنِ مطعم کا غلام تھا یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر

---

۱: مغازی واقدی جلد ا ص ۲۲۷۔   الصحیح جلد ۲، ص ۲۲۶۔ کامل جلد ۲، ص ۱۰۹

۲: علیؑ جیسا جواں مرد اور ذوالفقار جیسی تلوار نہیں ہے۔

۳: سیرۃ ابن ہشام جلد ۲، ص ۱۰۰۔ تفسیر البرہان جلد ۱۔ ص ۳۱۳

تم محمدؐ، حمزہ یا علیؑ کو قتل کر دو تو آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ رسولِ خداؐ تک تو نہ پہونچ سکا اور علیؑ بھی میدانِ جنگ میں ہر طرف سے چوکنے تھے۔ اس نے جب جناب حمزہ کو دیکھا کہ وہ شدّتِ غیظ و غضب میں اپنی طرف سے بے خبر ہیں تو اپنے ذہن میں ان کے قتل کا نقشہ مرتب کر لیا۔ جناب حمزہ شیر کی طرح قلبِ لشکر پر حملہ کر رہے تھے اور جس شخص تک پہونچتے تھے اس کو خاک و خون میں غلطاں کر دیتے تھے۔

وحشی ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا اور جب حمزہ مصروفِ جنگ تھے اس وقت اس نے اپنے نیزہ کا نشانہ ان کی طرف لگا کر ان کو شہید کر دیا۔ اور ابوسفیان کی بیوی نے جنابِ حمزہ کے جسمِ پاک کو مثلہ کیا۔

لشکرِ توحید کا دفاع کرنے والوں میں سے ایک ابو دجانہ بھی تھے مسلمانوں کے میدانِ جنگ میں واپس آ جانے کے بعد جب آتشِ جنگ دوبارہ بھڑکی تو رسولِ خداؐ نے ایک تلوار لی اور فرمایا کہ "کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے؟" چند افراد اٹھے، لیکن ان میں سے کسی کو آپؐ نے تلوار نہیں دی اور پھر اپنی بات دُہرائی۔ اس دفع ابو دجانہ اُٹھے اور انھوں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں آمادہ ہوں۔

پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا کہ اس شمشیر کا حق یہ کہ اسے دشمن کے سر پر اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے اور اس بات سے مکمل طور پر ہوشیار رہو کہ کہیں دھوکہ میں تم کسی مسلمان کو قتل نہ کر دینا۔ یہ کہہ کر آپؐ نے وہ تلوار ان کو عطا فرمائی۔[۱]

ابو دجانہ نے ایک سُرخ رنگ کا کپڑا اپنے سَر پر باندھا اور دشمن کی طرف مغرورانہ حملہ آور ہوئے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ "اس طرح کی چال کو خدا دشمن رکھتا ہے مگر یہ کہ جنگ کا ہنگام ہو" ابودجانہ نے راہِ خدا میں قلبِ دشمن پر حملہ کیا اور ان کے سروں پر اتنی تلوار ماری کہ تلوار خم ہو گئی۔

---

۱: سیرۃ ابن ہشام جلد ۲، ص ۶۸۔ مغازی واقدی جلد ۲، ص ۲۵۹

# اُمّ عمارہ شیر دل خاتون

اُمّ عمارہ وہ خاتون ہیں جو مدینہ سے سپاہِ اسلام کے ساتھ آئی تھیں تاکہ محاذ کے پیچھے خواتین کے ساتھ رہ کر لشکرِ اسلام کی مدد کرنے والوں کے عنوان سے نصرت کریں۔ ان کے زخموں کی مرہم پٹی کا انتظام کریں۔ زخمیوں کے زخموں پر پٹی باندھیں اور مجاہدین کو پانی پہونچائیں۔

اگرچہ جہاد عورتوں کے لئے واجب نہ تھا مگر جب اُمّ عمارہ نے دیکھا کہ لوگ رسولِ خدا کے پاس سے پراگندہ ہو گئے اور آنحضرتؐ کو آگ و خون کے درمیان تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا، ان کی جان خطرہ میں ہے۔ وجودِ اسلام خطرہ میں گھرا ہوا ہے تو ایک بھاگنے والے کی تلوار اُچک لی اور مردانہ انداز میں دشمن کے لشکر کی طرف بڑھیں اور ہر طرف اس طرح لڑ رہی تھیں کہ رسولِ خدا کی جان محفوظ رہے۔ پیغمبرؐ اس شیر دل عورت کی شجاعت سے بہت خوش ہوئے اور آپؐ نے فرمایا کہ نُسَیبہ (اُمّ عمارہ) دخترِ کعب کی منزلت آج کے دن میرے نزدیک فلاں فلاں سے زیادہ بلند ہے۔[1]

چند اُن افراد کی فداکاری کے باوجود جو کہ رسولِ خدا کے لئے سپر بنے ہوئے تھے۔ آپؐ شدید زخمی ہوئے۔

عتبہ نے چار پتھر پھینک کر آپؐ کے چند دانتوں کو شکستہ کر دیا۔ ابنِ قمیہ نے آپؐ کے چہرہ پر شدید زخم لگایا اور وہ زخم ایسا لگا کہ خود کی زنجیروں کی کڑیاں آپ کے گالوں میں پیوست ہو گئیں۔ پیغمبرؐ زخموں کی بنا پر کافی کمزور ہو گئے اور آپؐ نے ظہر کی نماز بیٹھ کر ادا کی۔

میدان چھوڑ دینے والوں میں سب سے پہلے شخص جنھوں نے رسولِ خدا کو پہچانا وہ کعب بن مالک تھے انھوں نے چلّا کر کہا کہ "پیغمبرؐ زندہ ہیں"۔ لیکن رسولِ خدا نے ان کو حکم دیا کہ چپ رہو۔

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۶۹۔ تفسیر علی ابن ابراہیم جلد ۱، ص ۱۱۶، اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۴، ص ۲۶۶۔

آنحضرتؐ کو درّہ کے دہانہ تک لے جایا گیا جب آپؐ وہاں پہونچے تو جو مسلمان وہاں سے بھاگ گئے تھے بہت شرمندہ ہوئے۔ ابو عبیدہ جراح نے رسولؐ خدا کے چہرہ میں در آنے والی زنجیر کی کڑیوں کو باہر نکالا علیؑ اپنی سپر میں پانی بھر کر لائے اور رسولِؐ خدا نے اپنا سر اور چہرہ دھویا۔

## لشکر کی جمع آوری

جب رسولِؐ خدا درّہ کے دہانے پر پہونچ گئے تو آپؐ نے مسلمانوں کو بلایا جب لشکرِ اسلام نے رسولِ خدا کو زندہ دیکھا تو گروہ، گروہ اور فرد فرد اُن کے گرد آنے لگے رسولؐ خدا نے ان کو جہاد راہِ خدا میں جنگ اور پہلی جگہوں پر واپسی کی دعوت دی۔

شکست کے بعد پھر سے اسلامی فوجیں منظم ہو گئیں اور افراد نیز سامانِ جنگ کی کمی کے باوجود، دوبارہ حملہ شروع کر دیا۔ جنگ کی آگ نے جنگ بھڑکانے والوں کو پھر سے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اسلامی لشکر کی شجاعت و بہادری نے دوبارہ دشمن کے سیاہ قلب کو خوف و وحشت میں مبتلا کر دیا۔ مشرکین کے لشکر کے سردار ابو سفیان نے اس خطرہ کے باعث کہ کہیں مجاہدینِ اسلام آغازِ جنگ کی طرح پھر نہ ان پر جھپٹ پڑیں۔ جنگ بندی کے حکم کے ساتھ جنگ کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔

## سوالات

۱: منافقین نے جنگ میں کیسے خیانت کی؟

۲: لشکرِ اسلام اور شرک کی فیصد میں نسبت بیان فرمائیں۔؟

۳: کیا وجہ تھی کہ دشمن نے سپاہِ اسلام کا محاصرہ کر لیا تھا؟

۴: کن لوگوں نے رسولؐ خدا کا دفاع کرنے میں جواں مردی کا ثبوت دیا؟

# تیسری فصل

شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟
طرفین کے نقصانات کی میزان
مفہومِ شہادت
نفسیاتی سرد جنگ
کہاں جا رہے ہو
احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ
شہیدوں کی میت پر
ان کو یہیں دفن کر دو - ان کی دُعا مستجاب ہوگئی
مدینہ کی طرف
نمازِ مغرب کا وقت آن پہونچا
شہیدوں کی ایک جھلک
صرف ایک سجدہ وہ بھی خوں بھرا سجدہ، محرابِ عشق میں
ایک عقلمند صاحبِ دولت کی شہادت
ایک بوڑھے مردِ عارف کی شہادت
حجلۂ خون
مدینہ میں منافقین کی حرکتیں
حمراء الاسد کی جنگی مشق
ابوعزہ شاعر کی گرفتاری
سوالات

## شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

جنگ کے خاتمہ اور میدانِ جنگ کے خالی ہوجانے کے بعد قریش کی اوباش عورتیں مشرکین کے سپاہی، شہیدوں کے پاکیزہ اجسام کی طرف بڑھے اور اپنے انتقام کی آگ کو بجھانے کے لئے انھوں نے لرزا دینے والے مظالم کئے۔ شہیدوں کے طاہر جسم کو مثلہ کر دیا، ابوسفیان کی بیوی ہند اس گروہ میں شامل ہونے والی عورتوں کی پیشرو تھی اور اس نے جناب حمزہ اور تمام شہیدوں کے اعضا کاٹ کر گلوبند اور دست بند بنا لیا تھا۔ جب ہند جناب حمزہ کے جسد اطہر کے پاس پہونچی تو اس نے اُن کے سینہ کو چاک کر کے ان کا جگر نکال کر دانت سے چبانا چاہا لیکن اس کو چبا نہ سکی آخر میں اس نے زمین پر پھینک دیا۔

اس بدترین جرم کے ارتکاب کے بعد وہ "ہند جگر خوار" کے نام سے مشہور ہوگئی۔

بجز حنظلہ جن کا باپ (ابو عامر) سپاہ مشرکین میں تھا، تمام شہیدوں کے جسم کو مثلہ کر دیا گیا۔[۱]

---

۱: سیرۃ حلبی جلد ۲، ص ۲۴۴، مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۷۴

# طرفین کے نقصانات کی میزان

جنگ احد میں مسلمانوں کی طرف سے ستّر آدمیوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا اس میں سے چار افراد مہاجرین اور بقیہ انصار میں سے تھے۔ تقریباً ستّر افراد زخمی ہوئے۔ مشرکین میں سے ۲۲ سے ۲۶ افراد تک ہلاک ہوئے جن میں آدھے افراد شمشیرِ علیؑ سے قتل کئے گئے۔[1]

# مفہومِ شہادت

منافقینِ مدینہ میں سے "قزمان" نامی ایک شخص تھا۔ جب رسولِ خداؐ کے سامنے آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "یہ جہنمی ہے۔"

جب جنگِ احد چھڑی تو قزمان لشکرِ اسلام سے روگردانی کر کے عبداللہ بن اُبی اور دیگر منافقین سے جاملا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو عورتوں نے اس کی سرزنش کی، اس کو غیرت محسوس ہوئی اور وہ اسلحہ سج کر احد کی طرف روانہ ہوا اس نے مردانہ وار جنگ کی اور نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ چند مشرکین کو قتل اور زخمی کیا۔ جنگ کے آخری لمحات میں بہت زیادہ زخمی ہو کر میدانِ جنگ میں زمین پر گر پڑا مسلمان اس کی طرف دوڑے اور کہا "شہادت تمھیں مبارک ہو!" اس نے کہا کہ میں کیوں خوش ہوں؟ میں نے صرف اپنے قبیلہ کے شرف کے لئے جنگ کی ہے اگر میرا قبیلہ نہ ہوتا تو میں جنگ نہ کرتا زخموں کے درد کو اس سے زیادہ تحمل نہ کر سکا۔ لہٰذا ترکش سے ایک تیر نکال کے اس نے خودکشی کر لی۔[2]

---

۱: الصحیح جلد ۴، ص ۲۱۹۔ ارشاد شیخ مفید ص ۴۳۔ بحار الانوار جلد ۲۰، ص ۹۰ ۔ ۲۔ سیرۃ بن ہشام ص ۹۲۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۲۴۔ ۲۲۳۔

# نفسیاتی سرد جنگ

لوگوں کے افکار و عقائد میں نفوذ کرنے کے لئے مساعد وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور افکار نفوذ و تخریب کاری کے لئے شکست اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے والے زمانہ جیسا مناسب اور کوئی زمانہ نہیں ہے موقع کی تلاش میں رہنے والے دشمن نے اس اصل پر تکیہ کرتے ہوئے شکست کے آخری لمحات کو اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کے لئے غنیمت سمجھا اور مخالف اسلام نعروں کے ذریعہ سادہ لوح افراد کو دھوکہ دینے اور انہیں متاثر کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے کہ یہ ایسا موقع ہے جب غلط پروپیگنڈہ نہایت آسانی کے ساتھ شکست خوردہ قوم کے دلوں میں اثر کر سکتا ہے۔

ابو سفیان اور عکرمہ بن ابی جہل نے "اُعل ھبل" ھبل سرفراز رہے کا نعرہ بلند کیا۔ یعنی ہمارے بتوں نے ہم کو کامیاب کیا۔

رسولؐ خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہو "اَللّٰہُ اَعْلیٰ وَاَجَلّ" خدا برتر اور بزرگ ہے۔

مشرکین کے نعرے بدل گئے ابو سفیان نے چلانا شروع کیا "نَحْنُ لَنَا الْعُزّٰی وَلَاعُزّٰی لَکُمْ" ہمارے پاس عزیٰ نامی بت ہے۔ لیکن تمھارے پاس نہیں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم بھی بلند آواز سے کہو "اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلیٰ لَکُمْ" اللہ ہمارا مولا ہے اور تمھارا کوئی مولا نہیں ہے۔

مشرکین کا نعرہ دوبارہ بدل گیا ابو سفیان نے نعرہ بلند کیا کہ "یہ دن روزِ بدر کا بدل ہے"۔ مسلمانوں نے پیغمبرؐ کے حکم سے کہا کہ "یہ دونوں دن آپس میں برابر نہیں ہیں" ہمارے مقتولین بہشت میں اور تمھارے مقتولین جہنم میں ہیں۔ ابو سفیان نے کہا کہ "ہمارا اور تمھارا آئندہ سال مقام بدر میں وعدہ رہا" [1]

---

[1]: بحار الانوار جلد ۲۰، ص ۴۴

# کہاں جارہے ہو؟

جنگ کی آگ بجھ گئی، دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، مشرکین کے لشکر نے کوچ کا ارادہ کیا پیغمبرؐ سوچنے لگے، دیکھیں یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟ آیا یہ لوگ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ یا مکّہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں؟ موضوع واضح ہونے کے لئے رسولِ خداؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ "اے علیؑ تم جاکر دشمن کی خبر لاؤ اگر تم نے دیکھا کہ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور اونٹوں کو کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں تو سمجھنا کہ مدینہ پر حملہ کا قصد ہے۔ اس صورت میں خدا کی قسم ہم ان سے لڑیں گے۔ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لے چلے تو سمجھنا کہ مکّہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

حضرت علیؑ دور سے دشمن کی تاک میں تھے اور دیکھ رہے تھے کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ اور اپنے دیار کی طرف پلٹ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔[۱]

## احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ

جنگ کے پہلے مرحلہ میں سپاہِ اسلام کی فتح اور بعد کے مرحلہ میں ان کی شکست کی وجہ احد کے واقعات دیکھنے کے بعد بڑی آسانی سے واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن یہاں وحی کی زبان سے مسلمانوں کی شکست کی وجوہ مختصراً بیان کی جاتی ہیں۔ وہ وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جنگ کے لئے منظم نہ ہونا سردار کی نافرمانی، جنگی اعتبار سے اہم جگہ کو چھوڑ دینا مسلمانوں کی شکست کے اہم وجوہات ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ "خدا نے (احد میں دشمنوں پر) فتحیابی کا تم سے سچا

۱: بحارالانوار جلد ۲۰ ص ۹۷، واقدی جلد ا ص ۲۹۸ پر کہتا ہے کہ پیغمبرؐ نے سعد بن ابی وقاص کو بھیجا۔

وعدہ کیا۔ اس موقع پر تم اس کے فرمان کے مطابق جنگ کر رہے تھے (اور یہ کامیابی جاری تھی)۔ یہاں تک کہ تم سست ہو گئے اور اپنے کام میں نزاع کرنے لگے۔ جس چیز کو تم دوست رکھتے تھے (دشمن پر غلبہ کو) اس چیز کو تمھیں دکھا دیا گیا پھر اس کے بعد تم نے نافرمانی کی[1]

۲۔ ایمان کی کمزوری اور دنیا پرستی: نئے نئے مسلمان ہونے والوں میں ایک گروہ نے دشمن کا پیچھا کرنے کے بجائے مالِ غنیمت جمع کرنے کو ترجیح دی اور اسلحہ رکھ کر غنیمت جمع کرنے لگا۔ قرآن مندرجہ بالا آیات کے آخر میں کہتا ہے کہ "تم میں سے بعض دُنیا طلب تھے اور بعض آخرت کے خواہاں، اس کے بعد اللہ نے تم کو ان سے منصرف کر دیا (اور تمھاری کامیابی شکست پر تمام ہوئی) تاکہ تم کو آزمائے[2]

۳۔ پیغمبر کے قتل کی افواہ، اور وہ اس طرح کہ بعض مسلمان تو اسلام کی بنیاد ہی سے ناامید ہو گئے تھے قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ "محمد نہیں ہیں مگر فرستادہ خدا کہ ان سے پہلے بہت سے پیامبر ہو چکے اور اس دُنیا سے جا چکے ہیں۔ اگر وہ بھی مر جائیں یا شہادت پا جائیں تو کیا تم اپنے جاہلیت کے دین پر پلٹ جاؤ گے[3]؟

## شہیدوں کی میّت پر

لشکرِ مشرک کے میدانِ جنگ سے نکل جانے کے بعد رسولِ خدا لشکرِ اسلام کے مجاہدین کے ساتھ شہیدوں کی میّت پر حاضر ہوئے تاکہ ان کو سپردِ خاک کر دیں۔ جب حضرتؐ نے شہیدوں کے مُثلہ اجسام، خصوصاً سیّد الشہداء حضرت حمزہ کے پارہ پارہ بدن کو دیکھا تو ان کا دل غم سے پاش پاش ہو گیا۔ اور مشرکین کی طرف سے آپ کے دل میں مزید غصّہ اور نفرت کا

---

۱: وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ (آلِ عمران ۱۵۲)

۲: مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ (آلِ عمران ۱۵۲)

۳: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ (آلِ عمران ۔ ۱۴۴)

طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہاں مسلمانوں نے یہ عہد کیا کہ اگر دوسری لڑائی میں وہ مشرکین پر فتح پائیں گے تو ایک آدمی کی تلافی میں کافروں کے تیس[۳۰] اجسام کو مثلہ کریں گے لیکن مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں نے اس خیال کو ترک کر دیا۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ ان کو سزا دو تو اپنی سزا میں میانہ روی اختیار کرو اور حد اعتدال سے خارج نہ ہو جاؤ۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنیوالوں کے لئے بہتر ہے[۱]

پھر رسولِ خدا حضرت حمزہ کے پاکیزہ جسم پر نماز پڑھتے ہیں اور ان کے پہلو میں ایک ایک کو لٹا کر ہر ایک پر الگ الگ نماز پڑھتے ہیں اس طرح ستر نمازیں پڑھی گئیں[۲]

حضرت حمزہ کی بہن "صفیہ" اپنے شہید بھائی کا جنازہ دیکھنے آئیں۔ تو ان کے بیٹے زبیر نے ان کو روکنا چاہا (تاکہ بہن اس حال میں بھائی کو نہ دیکھے) لیکن جناب صفیہ نے فرمایا کہ "مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا گیا ہے۔ بخدا اگر میں ان کے سرہانے پہونچوں گی تو اپنے غمگین ہونے کا اظہار نہیں کروں گی اور راہِ خدا میں اس مصیبت کو برداشت کروں گی" لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا وہ اپنے بھائی کے سرہانے آئیں اور ان کے لئے خدا سے دُعائے مغفرت کی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ قبریں کھود دی جائیں اور ان اجسام کو ان میں دفن کر دیا جائے شہدا اپنے لباس کے ساتھ دفن ہوئے اور جس کے پاس مناسب لباس نہ تھا ان کے جسم کو ایک پارچہ سے ڈھک دیا گیا۔ اکثر شہدا کو اسی میدانِ جنگ میں سپردِ خاک کیا گیا کچھ لوگ اپنے شہدا کو مدینہ لے گئے۔ اس طرح سے پہلا شہیدوں کا قبرستان مدینہ کے نزدیک کوہ احد کے دامن[۳] میں بنا۔

---

۱: شرف النبی ص ۲۴۷

۲: مغازی واقدی ج ۲، ص ۲۶۷۔ ابنِ ہشام ج ۲، ص ۹۵/۹۷ (نحل آیت ۱۲۶)

۳: مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۶۷۔ سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲، ص ۹۷

# ان کو یہیں دفن کر دو انکی دُعا مستجاب ہوئی

ہند، عمرو بن حرام کی بیٹی، جس کے شوہر عمرو بن جموح، بیٹے خلاد اور بھائی عبداللہ عمرو اس مقدّس جہاد میں شہید ہوئے تھے۔ احد میں آئیں تاکہ اپنے عزیروں کے جنازہ کو مدینہ لے جائیں۔ ہند نے ان تینوں کے جنازہ کو اونٹ پر رکھا اور مدینہ کا راستہ لیا۔ مدینہ جاتے وقت کچھ عورتیں ملیں جو پیغمبرؐ کی صحیح خبر پانے کے لئے احد کی طرف آرہی تھیں۔ عورتوں نے ہند سے رسولِ خداؐ کا حال دریافت کیا اس نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ "الحمدللہ رسولِ خدا زندہ ہیں۔ (گویا اس نعمت کے مقابل تمام مصیبتیں ہیچ تھیں) دوسرا مژدہ یہ ہے کہ خدا نے کافروں کے رُخ کو پھیر دیا جبکہ وہ غیظ و غضب سے بھرے ہوئے تھے عورتوں نے اس سے پوچھا کہ "یہ جنازے کس کے ہیں؟" اس نے کہا کہ "ایک میرا شوہر، دوسرا میرا بیٹا اور تیسرا میرا بھائی ہے۔"

وہ عورت اونٹ کی مہار کو مدینہ کی طرف کھینچ رہی تھی لیکن اونٹ بڑی مشکل سے راستہ طے کر رہا تھا۔ ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ "شاید اونٹ کا بار بہت گراں ہے" ہند نے جواب دیا "نہیں یہ اونٹ بہت آسانی سے دو اونٹوں کا بار اٹھاتا ہے۔" ہند جب اونٹ کو احد کی طرف پلٹاتی تو اونٹ بڑی آسانی سے چلنے لگتا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ "یہ کیا بات ہے؟" رسولِ خدا کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور آپؐ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرتؐ نے ہند سے سوال کیا کہ "جب تیرا شوہر گھر سے باہر نکلا تو اس نے خدا سے کیا مانگا تھا؟" ہند نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ وہ جب گھر سے باہر نکلے تھے تو اس وقت انکی دُعا تھی "خدایا مجھے میرے گھر واپس نہ پلٹانا!" رسولِ خداؐ نے کہا کہ "تیرے شوہر کی دُعا مستجاب ہوئی، خدا نہیں چاہتا کہ یہ جنازہ گھر کی طرف واپس جائے تم تینوں جنازوں کو احد ہی میں دفن کر دو اور یہ جان لو کہ یہ تینوں افراد دوسری دُنیا میں بھی ساتھ ہی رہیں گے۔"

ہند نے سسکتے ہوئے کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ آپ خدا سے دُعا کیجئے کہ میں بھی ان کے پاس رہوں[1]

## مدینہ کی طرف

جب رسولِ خداؐ اپنے شہید اصحاب کو دفن کر چکے تو انھوں نے مدینہ کی طرف روانہ ہوجانے کا حکم دیا۔ بہت سے مسلمان زخمی تھے۔ جناب فاطمہ زہراؑ کے ساتھ زخمیوں کے مداویٰ کے لئے احد میں جو چودہ عورتیں آئی تھیں وہ آنحضرتؐ کے ساتھ تھیں۔

کچھ لوگ پیغمبرؐ کے دیدار اور استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے تاکہ رسول اللہؐ کی سلامتی کا اطمینان حاصل کریں۔ قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت نے جب اپنے باپ، شوہر اور بھائی کے شہید ہوجانے کی خبر سُنی تو اس نے کہا کہ "رسولِ خداؐ کی کیا خبر ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ "رسولِ خداؐ ٹھیک ہیں" اس عورت نے کہا کہ "ذرا مجھے راستہ دیدو تاکہ میں خود ان کی زیارت کروں"، اور جب اس نے پیغمبر اکرمؐ کو زندہ و سلامت دیکھا تو کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ جب آپؐ زندہ ہیں تو اب اسکے بعد ہر مصیبت آپکے وجود کی وجہ سے ہیچ ہے"[2]

حمنہ بنت جحش رسولِ خداؐ کے پاس آئیں تو آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ "حمنہ میں تجھے تعزیت دے رہا ہوں"۔ انھوں نے پوچھا کہ کس کی تعزیت؟ آپؐ نے فرمایا "تمھارے ماموں حمزہ کی" حمنہ نے کہی انا للہ و انا الیہ راجعون خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے انھیں شہادت مبارک ہو۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا "میں پھر تعزیت پیش کرتا ہوں" حمنہ نے کہا "کس کی تعزیت"؟ رسولِ خداؐ نے فرمایا "تمھارے بھائی عبداللہ بن جحش کی" حمنہ نے کہا خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور ان کو بہشت مبارک ہو۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ "میں پھر تم کو تعزیت پیش کرتا ہوں"

---

[1]: مغازی واقدی ص: ۲۶۴ / ۲۶۶

[2]: سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲، ص ۹۹۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۹۲

حمنہ نے پوچھا کہ "کس کی تعزیت؟" آپؐ نے فرمایا کہ "تمھارے شوہر مصعب بن عُمیر کی" حمنہ نے ایک آہ سرد بھری اور گریہ کرنا شروع کیا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ "شوہر جو مقام عورت کے دل میں رکھتا ہے۔ وہ کسی کا نہیں ہوتا۔" اس کے بعد لوگوں نے حمنہ سے پوچھا کہ تم اس قدر کیوں غمزدہ ہوگئیں؟ حمنہ نے کہا کہ "میں نے اپنے بچوں کی یتیمی کو یاد کیا تو میرا دل بھر آیا۔"[1]

شہید عمرو بن معاذ کی ماں کبشہ آگے بڑھیں اور انھوں نے بڑے غور سے رسول اللہؐ کا چہرہ دیکھا اور اس کے بعد کہا "اب جب میں نے آپؐ کو صحیح و سالم دیکھ لیا تو مصیبت کا اثر میرے دل سے زائل ہوگیا۔ رسولِ خداؐ نے ان کے بیٹے عمرو بن معاذ کی شہادت پر ان کو تعزیت پیش کی، دلاسہ دیا اور فرمایا کہ "اے عمرو کی ماں میں تجھے مژدہ سناتا ہوں اور تم شہیدوں کے اہل و عیال کو مژدہ سنادو کہ ان کے شہدا بہشت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ہر ایک اپنے عزیزوں اور خاندان والوں کی شفاعت کرے گا۔" عمرو کی ماں نے کہا کہ "اے پیغمبرؐ اب میں خوش ہوگئی" اور اس کے بعد عرض کی کہ "اے پیغمبرؐ اس کے پس ماندگان کے لئے آپ دعا فرمایئے۔ رسول اللہؐ نے اس طرح دعا کی" خدایا ان کے دلوں سے غم کو زائل کردے، ان کے مصیبت زدہ دل کے زخموں پر مرہم رکھ اور ان کے پس ماندگان کے لئے بہترین سرپرست قرار دے۔[2]

## نمازِ مغرب کا وقت آن پہونچا

بلال نے اذان دی۔ رسولِ خداؐ مسجد میں اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ ان کے شانوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے نماز پڑھی واپسی پر دیکھا کہ نالہ و شیون کی آواز میں شہر مدینہ ڈوبا ہوا ہے۔ لوگ اپنے شہیدوں کی عزاداری اور ان پر رونے میں مصروف ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا:

---

[1] : مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۹۱ ۔ سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲، ص ۹۸

[2] : مغازی واقدی ص ۳۱۵ - ۳۱۶

"لیکن حمزہ کا کوئی نہیں ہے جو ان پر گریہ کرے" مدینہ کی عورتیں رسولِ خدا کے گھر آئیں اور مغرب سے لے کر رات گئے تک نوحہ و عزاداری میں مصروف رہیں۔

## شہیدوں کی ایک جھلک

صرف ایک سجدہ وہ بھی محرابِ عشق میں خوں بھرا سجدہ۔

انصار میں سے عمرو بن ثابت نامی ایک شخص جن کی عرفیت "اصیرام" تھی۔ ہجرت کے بعد جب انکے سامنے اسلام پیش کیا گیا۔ انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب رسولؐ خدا اُحد کے لئے نکلے تو ان کے دل میں نورِ ایمان جگمگا اُٹھا۔ انھوں نے تلوار اُٹھائی اور نہایت سرعت کے ساتھ لشکرِ اسلام سے جا ملے، مردانہ وار جنگ کی اور زخموں سے چُور ہو کر گر پڑے۔ جب مسلمانوں نے اپنے مقتول سپاہیوں کو میدانِ جنگ میں ڈھونڈھنا شروع کیا تو اس وقت ان کو بھی دیکھا کہ ابھی زندہ ہیں، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ "تم نے اپنے قبیلہ کی حمایت میں جنگ کی ہے یا تم مسلمان ہو گئے ہو؟" انھوں نے جواب دیا کہ "میں مسلمان ہو گیا ہوں میں نے میدانِ جہاد میں قدم رکھ دیا ہے اور اب اپنے خون میں غلطاں ہوں" ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ شہید ہو گئے جب ان کا واقعہ رسولِؐ خدا سے بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا "کہ وہ جنّتی ہے" جی ہاں قبل اس کے کہ وہ نماز پڑھے اور خدا کے لئے سجدہ کرے، اس نے جنّت کی راہ لی، اس نے صرف ایک سجدہ کیا وہ بھی خوں بھرا سجدہ محرابِ عشق میں[1]

## ایک مال دار عقلمند کی شہادت

مخیرق ایک یہودی دانشمند اور مال دار آدمی تھے خرمے کے درخت اور اچھے خاصے

---

[1] : سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۹۰

مال و متاع کے مالک تھے جب احد کا دن آیا تو انھوں نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "خدا کی قسم تمھیں خوب معلوم ہے کہ محمدؐ کی نصرت تم پر واجب ہے۔" یہودیوں نے عذر پیش کیا کہ آج شنبہ[1] ہے۔ انھوں نے کہا کہ "تمھارے پاس اب دوسرا شنبہ نہیں ہے۔" پھر انھوں نے لباس جنگ زیب تن کیا اپنے جسم پر ہتھیار سجائے اور احد کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے نکلنے سے پہلے انھوں نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ "اگر میں آج قتل کر دیا جاؤں تو میرے سارے مال کا اختیار محمدؐ کو ہے، وہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔" اس کے بعد وہ احد کی طرف چل پڑے اور مجاہدین راہِ خدا سے جا ملے، جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رسولِ خداؐ نے ان کی وصیت کے مطابق ان کے مال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ابنِ اسحاق کی تحریر کے مطابق رسولِ خداؐ کے بہت سے اوقاف اور امور خیر انجام دینے والی چیزیں مدینہ میں انھیں کے مال سے تھیں[2]۔"

## ایک عارف بوڑھے کی شہادت

خیثمہ بوڑھے تھے مگر صاحب معرفت تھے ان کے بیٹے بدر کی لڑائی میں شہادت کے درجہ پر فائز ہو چکے تھے لشکرِ اسلام کی احد کی طرف روانگی سے قبل انھوں نے رسولِ خداؐ سے فرمایا کہ "کل رات خواب میں، مَیں نے اپنے بیٹے کو دیکھا، میں نے دیکھا کہ وہ بہشت کے باغوں میں چلا جا رہا ہے، بہشت کے درختوں کے نیچے اس کی نہروں کے کنارے ٹہل رہا ہے۔ میرے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ بابا جان! ہمارے پاس آجائیے کہ ہم نے خدا کے وعدہ کو سچا پایا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں اس بات کا مشتاق ہوں کہ اپنے بیٹے کے پاس پہونچ جاؤں اے پیغمبرِ خداؐ میری ڈاڑھی سفید ہے میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے لئے دُعا فرمائیں کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے۔" پیغمبرؐ نے فرمایا "خدایا اس

---

[1]: ۔ یہودیوں کے مذہب میں شنبہ تعطیل کا دن ہے۔

[2]: سیرۃ ابن ہشام جلد ۲، ص ۸۸۔ تاریخ طبری جلد ۲، ص ۵۲۱۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۶۲، ۲۶۳۔

شخص کی آرزو پوری کر" اور وہ احد کی جنگ میں شہید ہوگیا۔

# حجلۂ خون

حنظلہ ۲۵ سالہ جوان، جنگِ احد کی آگ بھڑکانے والوں میں سے ایک شخص ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے جس وقت رسولِ خدا کی طرف سے جہاد کے لئے عام تیاری کا اعلان ہوا، اس وقت جناب حنظلہ، عبداللہ بن اُبی کی لڑکی سے شادی کرنے جارہے تھے۔ ان کے باپ کے برخلاف جو کافر اور منافق تھے، یہ دولہا دلہن اسلام اور پیغمبرؐ پر مکمل ایمان رکھتے تھے۔ جس وقت محاذِ جنگ پر جانے کی دعوت کی صدا جناب حنظلہ کے کانوں سے ٹکرائی اس وقت وہ حیران ہوگئے کہ اب کیا کریں؟ ابھی تو شادی کے مراسم ادا ہوئے ہیں، اب وہ حجلۂ عروسی میں جائیں یا محاذِ جنگ پر؟ انھوں نے بہتر سمجھا کہ رسولِ خدا سے اجازت لے لیں تاکہ شب زفاف مدینہ میں رہیں اور اس کے دوسرے دن میدانِ جنگ میں حاضر ہوجائیں۔

پیغمبرؐ نے اجازت دیدی، صبح سویرے غسل کرنے سے پہلے، اپنی دلہن سے محاذِ جنگ پر جانے کے لئے خدا حافظ کہا، دلہن کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اپنے شوہر سے اس نے چند منٹ ٹھہرنے کو کہا اور اپنے ہمسایوں میں سے چار آدمیوں کو بلالائی تاکہ وہ لوگ اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان گواہ رہیں۔ حنظلہ نے دوسری بار خدا حافظ کہا اور محاذِ جنگ کی طرف روانہ ہوگئے۔

دلہن نے ان گواہوں کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوگیا اور میرا شوہر اس میں داخل ہوگیا اس کے بعد آسمان پھر جُڑ گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ شہادت کے درجہ پر پہونچے گا۔

جناب حنظلہ لشکرِ اسلام سے جا ملے اور انھوں نے ابو سفیان پر حملہ کیا، ایک تلوار جو اس کے گھوڑے پر پڑی تو وہ وہیں ڈھیر ہوگیا، ابو سفیان کی چیخ پُکار پر چند مشرکین اس کی مدد کو بڑھے اور اس طرح ابو سفیان کی جان بچ گئی۔ دشمن کے ایک سپاہی نے جناب حنظلہ کو نیزہ مارا، حنظلہ نے

نیزہ کا شدید زخم لگنے کے باوجود اس نیزہ بردار پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کو قتل کرڈالا۔ نیزہ کے زخم نے آخر کار اپنا کام کرڈالا اور جناب حنظلہؓ حجلۂ خون میں عروس شہادت سے جا ملے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے تھے" اس وجہ سے ان کو حنظلہ غسیل الملائکہ کہتے ہیں[1]

دولہا دُلہن کا اخلاص اور ان کا ایمان واقعی بڑا تعجب انگیز ہے ہمارے محاذِ جنگ پر لڑنے والے پیکرِ ایثار و قربان مجاہدین، ان کے خاندان والوں اور ان کی بیویوں کے لئے الہام بخش اور مقاومت کا نمونہ ہے[2]

## مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

جنگِ احد کے سلسلہ میں عبداللہ بن ابی اور اس کے تمام منافق ساتھیوں نے سرزنش اور شماتت شروع کردی اور جو مصیبت مسلمانوں کے سروں پر آن پڑی تھی اس پر یہ لوگ خوش تھے۔ یہودی بھی بدزبانی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ "محمدؐ سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں، آج تک کوئی پیغمبر اس طرح زخمی نہیں ہوا! وہ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے اصحاب بھی مقتول اور زخمی ہیں!"[3]

وہ رات بڑی حساس رات تھی ہر آن یہ خطرہ سروں پر منڈلا رہا تھا کہ کہیں منافقین اور یہود، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف شورش نہ برپا کردیں اور اختلاف پیدا کرکے اس شہر کے سیاسی اتحاد و ثبات کو نہ ختم کردیں۔

---

[1]: سیرۃ ابن ہشام جلد ۳، ص ۷۴۔ بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۵۷۔ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۷۳

[2]: اس بیوی سے جناب عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ پیدا ہوئے۔ جنھوں نے ۶۲ھ میں امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن معاویہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تاریخ اسلام میں عوام کے اس انقلابی اقدام اور یزید بن معاویہ کے جرائم پر مبنی واقعہ کو واقعۂ حرّہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

[3]: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۱۷

# مدینہ سے ۲۰ کیلومیٹر دور "حمراء الاسد" میں جنگی مشق

یکشنبہ ۸ شوال ۳ ہجری قمری مطابق ۷ فروردین ۳ شمسی

ہر طرح کی داخلی و خارجی ممکنہ سازش کی روک تھام اور مکمل طور پر ہوشیار اور آمادہ رہنے کے لئے اوس و خزرج کے سربرآوردہ افراد نے مسلح افراد کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اور خانۂ پیغمبرؐ کے دروازہ پر رات بھر پہرہ دیا۔ یکشنبہ کی صبح کو رسولِ خداؐ نے نمازِ صبح ادا کر کے جناب بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو دشمن کے تعاقب کے لئے بلائیں اور اعلان کریں کہ ان لوگوں کے سوا اور کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے جو کل جنگ میں شرکت کر چکے ہیں۔

بہت سے مسلمان شدید زخمی تھے لیکن فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور جنگی لباس زیب تن کر کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر تیار ہو گئے۔ پیغمبرؐ نے پرچم علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین معین فرمایا۔ اس حیرت انگیز روانگی کی وجہ یہ تھی کہ رسولِ خداؐ کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ قریش کے سپاہیوں نے مدینہ لوٹ کر (اسلام و مسلمانوں کا) کام تمام کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

رسولِ خداؐ حمراء الاسد تک پہونچے اور وہاں آپؐ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی وسیع میدان میں بکھر جائیں اور رات کے وقت اس وسیع و عریض زمین پر آگ روشن کر دیں، تاکہ دشمن کو یہ گمان ہو کہ ایک بہت بڑا لشکر ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ رسولِ خداؐ تین رات وہاں ٹھہرے رہے اور ہر رات اس عمل کو دُھرایا جاتا رہا۔

اس جگہ معبد خزاعی نے پیغمبرؐ کی خدمت میں پہونچ کر خبر دی کہ قریش دوبارہ مدینہ پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ پھر معبد نے ابوسفیان سے جا کر کہا کہ میں نے لشکر بے کراں اور غیظ و غضب سے تمتماتے چہرے دیکھے ہیں۔ ابوسفیان اس خبر سے وحشت زدہ ہو گیا اور مدینہ

پر حملہ کرنے کے ارادہ سے باز رہا۔

اس جنگی مشق (پریڈ) نے مجاہدینِ اسلام اور اہلِ مدینہ کے حوصلوں کو بڑھایا' ان کے دل سے خوف کو دور کیا اور دشمن کے دل میں اور زیادہ خوف بٹھا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جب تین دن کے بعد مسلمان مدینہ پلٹ کر آئے تو ان کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک بہت بڑی فتح حاصل کر کے لوٹے ہوں۔[1]

# ابوعـزّہ شاعر کی گرفتاری

بلبل زباں ابوعـزہ نامی شاعر جو کہ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو کر آیا تھا رسولؐ خدا نے بغیر تاوان کے اسے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ وہ کسی کو مسلمانوں کے خلاف نہیں ورغلائے گا۔ لیکن اس نے عہد شکنی کی اور جنگِ احد کے لئے مشرکین کو اسلام کے خلاف لڑنے کی اپنے اشعار کے ذریعہ دعوت دیتا رہا۔ وہ حمراء الاسد میں لشکرِ اسلام کی اسیری میں آگیا اور دوبارہ معافی کا خواستگار ہوا۔ رسولؐ خدا نے قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا"[2] اس کے بعد آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔[3]

جنگِ احد کے بارے میں جو آیتیں نازل ہوئیں وہ سورۂ آلِ عمران کی ۶۰ آیتیں (۱۲۰ سے ۱۷۹ تک) ہیں۔ اس سال جو اہم واقعات رونما ہوئے ان میں سے پیغمبرؐ کا حفصہ بنت عمر کے ساتھ ماہ شعبان میں عقد اور زینب بنتِ خزیمہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہے۔[4]

---

۱: طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۴۹، مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۳۸، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۳۴۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۱ ص ۴۰۴۔ سیرۂ حلبی جلد ۲ ص ۲۵۷، سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۱۰۱۔ تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۱۷۱/ ۱۷۴۔

۲: لایلدغ المؤمن من جحرٍ مرّتین۔ ۳: سیرۂ حلبی جلد ۲، ص ۲۵۹

۴: سیرۃ حلبی ۲، ص ۲۵۸

# سوالات

۱: قُرمان کیوں شہید نہیں مانا جاتا؟
۲: دشمن نے نفسیاتی جنگ کیوں کر شروع کی؟
۳: مسلمانوں کی شکست کی صورت میں منافقین نے کس ردِعمل کا اظہار کیا؟
۴: جنگِ احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب اختصار کے ساتھ بیان کیجئے۔
۵: حمراء الاسد کی جنگی مشق کس لئے ہوئی؟
۶: شہداء احد کہاں دفن ہوئے؟ شہدائے احد میں سے کچھ لوگوں کے نام بیان کیجئے۔

# چوتھی فصل

سریہ ابو سلمہ بن عبدالاسد

سریہ عبداللہ بن انیس انصاری

واقعہ رجیع

واقعہ بئر معونہ

سریہ عمر بن اُمیہ

غزوہ بنی نضیر

دہشت گردی کا انتقام

غزوۂ بدر موعد

۴ھ ہجری کے دوسرے واقعات

سوالات

# سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد

پنجشنبہ یکم محرم ۴ سنہ ہجری قمری[1] مطابق ۲۶ خرداد ۴ سنہ ہجری شمسی۔

رسولِ خدا اس بات کو سوچتے تھے کہ شکست احد کی کمی کا جبران، فداکاری، اور کافی زبردست اور وسیع پیمانے پر جنگی اور سیاسی کوششوں سے ہونا چاہیئے۔ دوسری طرف منافقین اور یہود اسلام کے داخلی نظام کو نقصان پہونچانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ہم عہد قبیلے اپنے کام میں سست پڑ گئے تھے۔ اگر رسولِ خدا ایک جنگی اور سیاسی قابلِ قدر مشق یا حملہ نہ کرتے تو مدینہ کی مثال اس مجروح کی ہوتی جو حجاز کے بیابان میں پڑا ہو اور اپنا دفاع نہ کر سکتا ہو اور بدوی مُردہ خواروں اور قریش و بنی کنانہ اور ان کے ہم عہد عرب و یہود کے کینہ توز بھیڑیوں کے لئے لذیذ لقمہ بن جاتا ہے۔

اسی حالت میں قبیلہ طئی کے ایک شخص نے پیغمبرؐ کو خبر دی کہ "بنی اسد" مدینہ پر

---

[1]: بعض لوگوں کی تحریر کے مطابق ۱۵ محرم، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۴۰۔ واقدی کی تحریر کے مطابق یکم محرم جلد ۱ ص ۳۴۰

حملہ کرنے اور مسلمانوں کے مال کو لوٹنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ رسولِ خدا نے ابو سلمہ کو سردارِ لشکر بنایا اور پرچم ان کے ہاتھ میں دیکر ایک سو پچاس مجاہدین کو ان کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ راتوں کو خفیہ راستوں سے سفر کریں اور دن میں پناہ گاہوں میں سو جائیں۔ اور دشمن کے سروں پر اچانک بجلی کی طرح گر پڑیں تاکہ دشمن کو دوسرے قبیلوں سے مدد لینے کی فرصت نہ مل سکے۔ ابو سلمہ، حضرتؐ کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے اور مدینہ سے ۳۲۰ کیلو میٹر کی دوری پر مقام "قطن" کے اطراف میں پہونچے وہاں ان کو پتہ چلا کہ دشمن ڈر کے مارے بھاگ گئے ابو سلمہ نے اونٹوں اور بھیڑوں کے ایک باقی ماندہ گلہ کو جمع کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت لیکر مدینہ پلٹ آئے۔ احد کے بعد اس کامیابی نے یہودیوں اور منافقین پر مثبت اثر ڈالا۔ دشمن کے اوپر منہ توڑ حملہ کرنے والے اور سہم پیدا کرنے قبیلہ کے لئے دفاعی تکیہ گاہ کے عنوان سے لشکرِ اسلامی دوبارہ نمایاں ہوا۔[۱]

## سریہ عبداللہ بن انیس انصاری

تاریخ، دوشنبہ ۵ محرم ۴ھ ہجری قمری مطابق ۳۰ خرداد ۴ھ ہجری شمسی۔

رسولِ خدا کو خبر ملی کہ "سفیان بن خالد" نے مقام "عُرنہ" میں جانبازانِ اسلام سے لڑنے کے لئے کچھ لشکر آمادہ کر رکھا ہے۔ رسول اللہ نے اس جنگی سازش کو ناکام بنانے کے لئے عبداللہ بن انیس کو حکم دیا کہ عُرنہ جائیں اور اس کو قتل کر دیں۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بعد میں نے تلوار سنبھالی اور چل پڑا یہاں تک عصر کے وقت میں اس کے قریب پہونچ گیا۔ جب اس کے قریب گیا تو اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ "قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، میں نے سنا ہے تم مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو، میں آیا ہوں کہ تم سے ملوں۔" عبداللہ کہتے ہیں کہ اس طرح ہم اس کے ساتھ چلتے رہے

---

[۱]: طبقات ابن سعد جلد ۲۔ ص۔ ۵۰، ۳۴۰، مغازی واقدی جلد ۱۔ ص۔ ۳۴۰

یہاں تک کہ جب وہ بالکل تنہا ہوگیا اور ہم نے اس پر مکمل طور پر دسترس حاصل کرلی تو ہم نے تلوار سے حملہ کرکے اس کو قتل کردیا جب رسولِ خدا کے پاس پہونچے تو انھوں نے فرمایا کہ "ہمیشہ سُرخرو اور سر بلند رہو"[1]

## رجیع کا واقعہ

ماہ صفر ۴ سنہ ہجری قمری[2] مطابق اواخر تیر ۴ سنہ ہجری شمسی۔

پیغمبر اکرمؐ دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے اور امن وامان قائم رکھنے کی غرض سے جنگی دستوں کو بھیجنے کے ساتھ ساتھ مناسب موقع سے ثقافتی اور تبلیغاتی دستے بھی ان قبائل کی طرف بھیجتے رہتے تھے جو لاتعلق تھے۔ تاکہ اسلام کے معارف کی نشرواشاعت ہوسکے اور کبھی خود قبائل کی درخواست پر بھی مبلغین بھیجے جاتے تھے۔

کچھ قبیلے اس سے غلط فائدہ اٹھاتے تھے۔ مبلغ اور معلم کو بلانے کے بعد ان کو بڑی بے لسبی سے قتل کردیتے تھے۔

رجیع کا واقعہ احد کے بعد اس طرح پیش آیا کہ قبیلہ "عَضَل" اور "قارہ" کا ایک وفد رسولِ خدا کے پاس پہونچا اور آپ سے کہا کہ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں اپنے اصحاب کی ایک جماعت آپ ہمارے یہاں بھیج دیں تاکہ وہ ہم کو قرآن اور احکام اسلام سکھائیں۔

رسولِ خدا نے فریضۂ الٰہی کے بموجب چھ افراد کو ان کے ساتھ بھیجا اور مَرثَدبنِ أبی مَرثَد غَنَوِیؓ کو اس جماعت کا قائد معین فرمایا۔ مبلغینِ اسلام اس حال میں احکامِ الٰہی پہونچانے کے لئے ان دونوں قبیلوں کی طرف روانہ ہوئے کہ انکے ایک ہاتھ میں اسلحہ اور دوسرے میں قرآن کے نوشتے اور

---

[1]: طبقات ابنِ سعد جلد ۲، ص ۵۱ ۔ امتاع الاسماع ص ۲۵۴

[2]: ابنِ ہشام نے سریہ رجیع کو احد کے بعد ۳ سنہ ہجری میں ذکر کیا ہے جلد ۳ ص ۱۷۸

سینہ میں علومِ الٰہی اور عشقِ خدا تھا۔ مکّہ سے ۷۰ کیلومیٹر شمال کی جانب جب چشمۂ رجیع پر پہونچے تو دونوں قبیلوں نے اپنا پیمان توڑ دیا اور ھُذَیل کی مدد سے ان پر حملہ کر دیا۔

معلمین قرآن نے اپنا دفاع کیا حملہ آوروں نے کہا کہ "ہم تمھیں قتل نہیں کریں گے۔ ہم تم کو قریش کے ہاتھوں زندہ بیچ دیں گے اور اس مقابل ان سے کچھ چیزیں حاصل کریں گے"۔ تین مبلغین نے کسی بھی طرح اپنے کو ان کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ دوسرے تین افراد زَیدؓ، خُبَیبؓ اور عبد اللہؓ نے اپنے کو ان کے حوالہ کر دیا۔ حملہ آور تینوں کو مکّہ کی طرف لے گئے تاکہ ان کو قریش کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ ابھی آدھے راستہ ہی پہونچے تھے کہ عبد اللہ نے تلوار پر قبضہ کر کے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان لوگوں نے دوسرے دو اسیروں کو مکّہ کے بڑے لوگوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ زید کو صفوان بن اُمَیّہ نے پچاس ۵۰ اونٹوں کے بدلے خریدا تاکہ وہ ان کو اپنے باپ اُمیّہ بن خَلَف کے خون کے انتقام میں قتل کر دے۔ اور خُبَیب کو عُقبَہ بن حارث نے آٹھ مثقال سونے کے عوض خریدا تاکہ وہ ان کو اپنے باپ کے انتقام میں دار پر چڑھا دے جو بدر میں مارا گیا تھا۔

زیدؓ کی حیات کے آخری لمحہ میں "ابو سفیان آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ "کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمھاری جگہ محمدؐ قتل ہو جائیں؟ زید نے کہا کہ "خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ محمدؐ کے پیر میں ایک کانٹا بھی چبھے یا ان کو کوئی آزار پہونچائے اور میں صحیح و سالم بچ جاؤں"۔

ابو سفیان نے کہا کہ "میں نے ابھی تک محمدؐ جیسا کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے اصحاب میں اس طرح کی محبوبیت رکھتا ہو"۔

خُبَیبؓ نے بھی چند دنوں تک زندان میں رہ کر شہادت پائی۔ شہادت کے وقت انھوں نے اجازت مانگی تاکہ دو رکعت نماز ادا کریں۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ "خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں موت سے ڈر گیا تو میں اور زیادہ نمازیں پڑھتا" پھر آسمان کی جانب رُخ کر کے دُعا کی۔ تختۂ دار پر لٹکانے کے بعد ان کے سامنے کافروں نے یہ پیش کش

رکھی کہ اسلام کو چھوڑ دیں! انھوں نے جواب میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دی اور کہا کہ "خدا کی قسم روئے زمین کی ساری چیزیں مجھے دے کر اگر یہ کہا جائے کہ اسلام چھوڑ دو! تو بھی میں اسلام نہیں چھوڑوں گا۔"

اس مجاہد اور شہید کا پاکیزہ جسم ایک مدت تک تختۂ دار پر لٹکا رہا۔ آخر کار خفیہ طور پر کسی نے اُتارا اور دفن کر دیا۔[1]

## بئرِ مَعُونہ کا واقعہ

صفر ۴ھ ہجری قمری مطابق ابتداء مُرداد ۴ھ ہجری شمسی میں مدینہ میں کچھ نوجوان رسولؐ سے قرآنی واسلامی علوم کا درس لیتے تھے اور مسجد میں دینی بحث و مباحثہ میں حصّہ لیتے تھے۔ قرآنِ مجید سے ان کی واقفیت اتنی تھی کہ وہ مبلغِ اسلام ہو سکتے تھے۔

ایک دن قبیلۂ بنی عامر کا اَبُو بَراء نامی ایک شخص رسولِ خدا کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ "اگر آپؐ اپنے اصحاب میں سے کچھ افراد کو نَجد کی سرزمین پر بھیج دیں تو مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت قبول کریں گے" آں حضرتؐ نے فرمایا کہ "میں نجد والوں سے اپنے اصحاب کے بارے میں ڈرتا ہوں۔" اَبُو براء نے کہا کہ میں ان کی حفاظت کی ذمّہ داری لیتا ہوں وہ لوگ میری پناہ میں رہیں گے۔" رسولؐ خدا نے اسلام سے آشنائی رکھنے والے چالیس[2] معلمین قرآن کو مُنذِر بِن عَمرو کی سرکردگی میں ایک رہنما کے ساتھ سرزمین نجد کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ وہاں اسلامی حقائق کی تبلیغ کریں۔

جب یہ لوگ بئرِ مَعُونہ پہونچے تو اس جماعت کے ایک شخص نے رسولِ خدا کا خط قبیلۂ بَنِی عَامِر کے سردار کے سامنے پیش کیا۔ سردار قبیلہ نے رسولؐ خدا کا خط پڑھے بغیر نامہ بر کو قتل کر دیا اور بَنِی عامر سے اس نامہ بر کے ساتھ آنے والوں کو قتل کرنے کے سلسلہ میں مدد مانگی

---

۱: تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۲۰ سے ۵۴۲ تک سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۱۰۸۔ ۲: بقول ابو سعید ۷۰ افراد

انھوں نے کہا کہ "ہم اَبُوبَراء کے امان کو نہیں توڑیں گے" اس نے فوراً قبائل بنی سُلیم سے اس سلسلہ میں نُصرت چاہی انھوں نے ایک دستہ ان مبلّغینِ اسلام سے مقابلہ کے لئے بھیج دیا۔ ان چالیس[۴] افراد نے مردانہ وار ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک شخص عَمرُو بن اُمیہ نامی، مجروح ہو گئے اور اس معرکہ کے بعد وہ کسی طرح مدینہ پہونچے۔

انھوں نے راستہ میں قبیلہ عامر کے دو افراد کو دیکھا اور اپنے شہید دوستوں کے انتقام میں ان دونوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ مدینہ پہونچے اور انھوں نے ان مبلغین کی شہادت کے واقعہ کو رسولِ خدا سے نقل کیا تو آپ بہت غمگین ہوئے اور اُن مجرمین پر نفرین کی[۱]

## سریہ عَمرُو بنِ اُمیہ

حادثہ رَجیع کے بعد رسولِ خدا نے اس دردانگیز حادثہ میں شہید ہونے والے شہیدوں کے خون کا انتقام لینے اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے اُن اصلی مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہونچانے کے لئے عَمرُو بنِ اُمیہ ضَمری کو ایک آدمی کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مکّہ جا کر ابو سفیان کو قتل کر دیں، وہ لوگ مکّہ پہونچے اور رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے لیکن مکّہ والوں میں سے ایک شخص نے انھیں پہچان لیا، مجبوراً ان لوگوں نے شہر سے باہر نکل کر ایک غار میں پناہ لی اور واپسی میں انھوں نے دو قریش کے نمک خوار اور ایک جاسوس کو گرفتار کیا اور انہیں مدینہ لے آئے[۲]

## غزوہ بَنی نُضَیر

تاریخ: ربیع الاوّل ۴ھ ہجری

---

[۱]: مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۴۶ - طبقات ابنِ سعد ج ۲ ص ۵۲/۵۱ - سیرۃ ابنِ ہشام ج ۳ ص ۱۹۳

[۲]: تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۴۲ - مواہب اللّدنیہ میں اس سریہ کو ۶ھ میں اور صلح حدیبیہ سے پہلے ذکر کیا ہے۔ ج ۱ ص ۱۲۵

مدینہ واپسی کے وقت واقعۂ بئرِ معونہ میں بچ جانے والے شخص عَمرو بن اُمَیّہ کے ہاتھوں بنی عامر کے دو آدمیوں کے قتل نے ایک نئی مصیبت کھڑی کر دی کیونکہ اس نے غلطی سے بے قصور افراد کو قتل کر دیا تھا۔ جو عہد و پیمان بنی عامر نے رسولِ خدا سے کیا تھا اس کے مطابق مسلمانوں کو ان مقتولین کا خون بہا ادا کرنا چاہیئے تھا۔ ایک طرف بنی نضیر کے یہودی مسلمانوں کے ہم پیمان تھے اور بنی عامر سے بھی معاہدہ رکھتے تھے۔ لہٰذا اپنے پیمان کے مفاد کے مطابق ان لوگوں کو بھی خوں بہا ادا کرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیئے۔

بئرِ مَعُونہ اور رَجیع کے منحوس واقعہ کے بعد جو چند دنوں پہلے پیش آیا تھا۔ یہودی منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مذاق اُڑانے لگے تھے اور وہ کہتے تھے کہ "جو پیغمبرؐ، خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ شکست نہیں کھاتا"۔ یہ لوگ ہر آن شورش برپا کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔

اب بنی نضیر کے یہودیوں کی بُری نیتوں سے خداوندِ عالم کے آگاہ کرنے کا بہترین وقت آ گیا تھا۔ بنی نضیر سے رسولِ خدا کے عہد و پیمان کے مطابق مقتولین کی دیّت ادا کرنے میں مدد طلب کرنے کے لئے اپنے چند اصحاب کے ساتھ آپ بنی نضیر کے قلعہ میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ظاہراً تو رسولِ خدا کی پیش کش کا استقبال کیا لیکن خفیہ طور پر انھوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ مناسب موقع ہاتھ آیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور پیغمبرؐ کی شمع حیات کو گل کر دیں۔

آنحضرتؐ ایک گھر کی دیوار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے "عمرو" نامی ایک شخص کو بھیجا کہ وہ کوٹھے سے ایک پتھر آپؐ کے سرِ اقدس پر گرا دے فرشتۂ وحی نے رسولِ خدا کو آگاہ کر دیا۔ آپؐ اسی حالت میں جس حالت میں ان کے مشکوک افراد کی رفت و آمدہ کا نظارہ فرما رہے تھے، اطمینان سے ان کے درمیان سے اُٹھے اور اکیلے ہی مدینہ کی طرف چل دیئے۔ حضرتؐ کے اصحاب جو آپؐ کی تاخیر سے پریشان ہو گئے تھے مدینہ لوٹ آئے۔ رسولِ خدا نے محمد بن مَسْلَمہ کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان لوگوں سے کہلوایا کہ مدینہ کو دس دن کے اندر چھوڑ دیں جب بنی نضیر کے سربر آوردہ افراد نے اس پیغام کو سُنا تو ان کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور ہر آدمی اپنا

نظریہ پیش کرنے لگا وہ لوگ مدینہ سے نکلنے کی سوچ ہی رہے تھے کہ عبداللہ ابن اُبَیّ نے اُن کے پاس پیغام بھیجا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو اور اپنا دفاع کرو میں دو ہزار افراد کو تمھاری مدد کے لئے بھیجتا ہوں اور بنی قُرَیْظَہ کے یہودی بھی ہمارا تعاون کریں گے۔

منافقین کے لیڈر کے پیغام نے یہودیوں کو ہٹ دھرمی پر باقی رہنے اور اپنا دفاع کرنے کے ارادہ میں اور پکّا بنا دیا اور ان کی تشویق ہوئی۔ لہٰذا قبیلہ بنی نضیر کے سردار "حُیَیّ بن اَخْطَب" نے رسولِ خدا کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہم جانے والے نہیں ہیں آپ کو جو کرنا ہو کر لیجئے" رسولِ خدا نے ان تک کسی طرح کی مدد اور قوت پہونچنے سے پہلے ہی بنی نضیر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا چھ دن کے محاصرہ میں یہودیوں کا قلعہ کے باہر سے ہر طرح کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ آخر کار ان لوگوں نے منافقین اور بنی قُرَیْظَہ کی کمک سے مایوس ہو کر مجبوراً اپنے آپ کو لشکرِ اسلام کے حوالہ کر دیا۔ رسولِ خدا نے ان کو اس بات کی اجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ اپنے منقول اموال میں سے جتنا وہ چاہیں اپنے ساتھ لے جائیں۔

حریص یہودی جو بھی لے جا سکتے تھے انھوں نے اپنے اونٹوں پر لادا یہاں تک کہ گھر کے دروازوں کو چوکھٹ بازو کے ساتھ ساتھ اکھاڑ کر اونٹ پر لاد لیا۔ ان میں سے کچھ لوگ خیبر کی طرف اور کچھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے دو افراد مسلمان بھی ہوئے۔ یہودیوں کے غیر منقول اموال اور قابلِ کاشت زمینیں پیغمبرؐ کے ہاتھ آئیں[1]۔ آپؐ نے انصار کو بلایا ان کی سچی خدمتوں اور ایثار و قربانیوں کو سراہا اور فرمایا کہ "مہاجرین تمھارے گھروں میں تمھارے مہمان ہیں ان کی رہائش کا بار تم اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہو۔ اگر تم راضی ہو تو بنی نضیر کے مالِ غنیمت کو میں مہاجرین کے درمیان تقسیم کردوں وہ لوگ بھی تمھارا گھر خالی کر دیں؟ سَعْدِ بْنِ مُعاذ اور سَعْدِ بْنِ عُبَادَہ قبیلہ اَوْس و خَزْرَج کے دونوں سرداروں نے جواب دیا۔ "اے رسولِ خدا! مالِ غنیمت کو ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیجئے اور وہ بدستور ہمارے گھروں میں مہمان رہیں"۔ رسولؐ اللہ

[1] مخالف اسلام فاسد عناصر سے بنی نضیر کے یہودیوں کے اخراج کے بعد صرف بنی قریظہ کے یہودی مدینہ میں رہ گئے بنی نضیر کے باقی اموال و املاک کی تقسیم کے بعد مہاجر مسلمانوں سے اقتصادی پریشانی ایک حد تک دور ہوئی۔

نے بنی نضیر کے تمام اموال اور قابلِ کاشت زمینوں کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور انصار میں سے صرف دو افراد یعنی سہل بن حنیف اور ابو دجانہ کو جو کہ بہت زیادہ تہی دست تھے، کچھ حصہ عنایت فرمایا۔

بنی نضیر کے یہودیوں کی پیمان شکنی کے بارے میں خاص کر سورۂ "حشر" نازل ہوا[1]۔

## دہشت گردی کا انتقام

بنی نضیر کے واقعہ کے بعد یامین بن عمیر جو یہودی سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اس سے رسولِ خدا نے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارا چچازاد بھائی میرے بارے میں کیا ارادہ رکھتا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ میرا خاتمہ کر دے؟ یامین نے ایک شخص کو دس دینار دیئے اور اس سے کہا کہ عمرو بن حجاش (وہی یہودی جس نے رسولِ خدا کے سر پر پتھر گرانے کا ارادہ کیا تھا) کو قتل کر دے وہ شخص گیا اور اس نے اس ذلیل یہودی کو اس کی سزا تک پہونچا دیا[2]۔

## غزوہ بدر موعد

تاریخ یکم ذیقعدہ ۴ھ ہجری قمری[3] مطابق یکم اردیبہشت ۵ھ ہجری شمسی۔

جنگِ احد ختم ہو جانے کے بعد ابو سفیان نے جو کامیابی سے سرمست تھا۔ مسلمانوں کو دھمکایا کہ وہ آئندہ سال بدر میں ان سے مقابلہ کرے گا۔ ایک سال گذر چکا تھا اور مسلمان مختلف جنگوں

---

[1]: مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۶۳، ۳۸۰، سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۶، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۷، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۱/ ۵۵۵۔ تاریخ دمشق ج ۱ ص ۴۱۔ [2]: سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۰۳۔ [3]: اس غزوہ کی تاریخ ابن ہشام شعبان ۴ھ سمجھتے ہیں اور واقدی ذیقعدہ ۴ھ۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۲۰۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۸۴ ملاحظہ ہو۔

میں کچھ نئی کامیابیاں حاصل کر چکے تھے اور ابو سفیان جو ڈر رہا تھا کہ مبادا کہیں کوئی جنگ نہ چھڑ جائے اور شکست سے دوچار ہونا پڑے۔ بدر تک پہونچنے کے لئے وہ ایک بہانہ تراش رہا تھا اور چاہتا تھا کہ مسلمانوں کو منصرف کر دے۔ ابو سفیان نے اس ہدف تک پہونچنے کے لئے ایک سیاسی چال چلی۔ نعیم نامی ایک شخص کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ مدینہ جائے اور افواہیں پھیلائے تاکہ لشکرِ اسلام کے حوصلے پست ہو جائیں۔ ابو سفیان کے فرستادہ نے مدینہ پہونچنے کے بعد اپنی نفسیاتی جنگ کا آغاز کر دیا اور موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین نے اس کی افواہوں کو پھیلانے میں مدد کی اور لشکرِ ابو سفیان کے عظیم حملہ کی جھوٹی خبر نہایت آب و تاب کے ساتھ لوگوں کے سامنے بار بار بیان کرنے لگے۔ لیکن اس نفسیاتی جنگ نے رسولِ خدا اور ان کے باوفا اصحاب کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ڈالا۔ رسولِ خدا نے اس جماعت کے مقابل جو ذرا ہچکچاہٹ کا اظہار کر رہی تھی، فرمایا اگر کوئی میرے ساتھ نہیں جائے گا تو میں تنہا جاؤں گا۔ پھر رسولِ خدا نے پرچم اسلام کو علیؑ کے سپرد کیا اور پندرہ سو افراد کے ساتھ مدینہ سے ۱۶۰ کیلومیٹر بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے ساتھ صرف دس گھوڑے تھے۔

اپنی سازش کی ناکامی اور مسلمانوں کی آمادگی کی خبر سنکر ابو سفیان بھی دو ہزار افراد کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوا لیکن مقام "عُسفَان" میں خشک سالی اور قحط کو بہانہ بناکر خوف و وحشت کے ساتھ مکہ لوٹ گیا۔

مسلمان جو بدر میں ابو سفیان کے انتظار میں وقت گذار رہے تھے۔ مقام بدر کے اس حصہ میں جب بازار میں سیزن کا زمانہ آیا تو انھوں نے اپنا تجارتی سامان فروخت کر دیا اور ہر دینار پر ان کو ایک دینار نفع ملا اور یہ لوگ سولہ (۱۶) دنوں کے بعد مدینہ پلٹ آئے۔

اس طرح سے کفار قریش کے دل میں خوف و وحشت کی لہر دوڑ گئی اور بدر کی شکست کے آثار محو ہو گئے۔ اس لئے کہ قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی تھی کہ اسلام کا لشکر اب شکست کھانیوالا نہیں ہے[1]

---

[1] : مغازی واقدی جلد ۱، ص ۳۸۴ سے ۳۸۹ تک۔ سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۳ ص ۲۲۰

سکہ ہجری میں رونما ہونے والے دوسرے واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱: امام حسینؑ کی ولادت باسعادت ۳ شعبان[1]

۲: حضرت علیؑ کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسد کی وفات درحقیقت حسن کے مادری حق کا بار رسولِ خدا پر تھا۔

۳: پیغمبرؐ کی ایک بیوی زَینَب بِنتِ خُزَیمَہ کا انتقال۔

۴: رسولِ خدا کا جناب اُمِ سَلَمہ، ہند بنت ابی امیہ سے نکاح کرنا، جو رسولِ خدا کی بیویوں میں ایک پارسا اور عقل و دانش سے مالا مال بیوی تھیں، شیعہ اور سنی دونوں نے ان سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

## سوالات

۱: سریہ ابو سَلَمَہ کا کیا نتیجہ رہا؟

۲: واقعہ رجیع کیوں کر واقع ہوا اور کتنے لوگ شہید ہوئے؟

۳: رسولِ خدا نے عمر بن امیہ کو مکّہ کیوں بھیجا؟

۴: سریہ عبدُ اللہ بن اُنَیس کا کیا نتیجہ رہا؟

۵: بنی نضیر کے یہودیوں نے رسولِ خدا کے قتل کا ارادہ کیوں کیا؟

۶: غزوہ "بدر موعد" میں لشکرِ اسلام کا مقابلہ کرنے سے ابو سفیان کیوں ڈر گیا؟

---

[1]: مروج الذہب ج ۲، ص ۲۸۹

# پانچویں فصل

غزوۂ ذات الرقاع

غزوہ دومۃ الجندل

غزوہ خندق (احزاب)

احزاب کے لشکر کی مدینہ کی طرف روانگی

لشکر کی روانگی سے رسولِ خداؐ کی آگاہی

بجلی چمکی تو پیغمبرؐ نے کیا دیکھا؟

مدینہ لشکرِ کفار کے محاصرہ میں

بنی قریظہ کی عہد شکنی

اضطراری حالت

ایمان و کفر کا آمنا سامنا

سوالات

# غزوۂ ذات الرِّقاع

تاریخ: چہارشنبہ دسویں محرم ۵ ہجری قمری[1] مطابق ۲۳ خرداد ۵ ہجری شمسی۔

غزوۂ بنی نَضیر کے بعد رسولؐ خدا کو یہ خبر ملی کہ قبیلۂ غَطَفان یعنی بَنی ثَعلَبَۃ اور بنی مُحارِب نے مسلمانوں سے جنگ کے لئے کچھ لشکر جمع کر رکھا ہے۔ رسولؐ خدا نے اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے مدینہ میں جناب ابوذر کو اپنا جانشین بنایا اور خود چار سو کا لشکر لیکر نجد کی طرف روانہ ہوئے، آپؐ دشمن کے عظیم لشکر کے روبرو ہوئے مگر دشمن کو خوف و دہشت نے گھیر لیا اور کسی طرح کے ٹکراؤ سے پہلے ہی منتشر ہو گئے۔

اس سفر میں اس اضطراری حالت میں چونکہ دشمن کے حملہ کا خوف تھا اس لئے رسولِ خدا نے لشکرِ اسلام کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی۔ پیغمبرؐ کے سفر کی کُل مدّت ۱۵ روز تھی[2]۔

---

[1]: اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے، ابن ہشام اس کو جمادی الاوّل ۴ھ میں ذکر کرتے ہیں لیکن واقدی اور مسعودی نے اس کو محرم ۵ھ میں ذکر کیا ہے۔ سیرۃ ابنِ ہشام ج ۳ ص ۲۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۵۵۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۹۵۔ التنبیہ والاشراف مسعودی ملاحظہ ہو۔

[2]: سیرۃ ابن ہشام ص ۲۱۲۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۷/۵۵۵

# غَزوۂ دُومَۃُ الجَندَل

روانگی یکشنبہ ۲۵ ربیع الاوّل ۵ھ ق، مطابق ۴ شہریور ۵ھ شمسی۔
مدینہ میں واپسی ۲۰ ربیع الثانی، مطابق پنجشنبہ ۲۹ شہریور ۵ھ ش

مخبروں نے رسولِ خدا کو خبر دی کہ دُومَۃُ الجَندَل میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے ہیں اور مسافروں کا راستہ روکنے کے علاوہ ان پر ظلم و ستم بھی ڈھا رہے ہیں ان کا قصد یہ ہے کہ مدینہ پر حملہ کر دیں۔ رسولِ خدا نے سِبَاعْ بِنْ عُرْفُطَہ غِفَارِی کو مدینہ میں اپنا جانشین معیّن فرمایا اور ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ دُومَۃُ الجَندَل کی طرف روانہ ہو گئے۔

آنحضرت کے سپاہی راتوں کو راستہ طے کرتے اور دن کو درّوں میں چھپ کر آرام کرتے تھے۔ دشمن کو لشکرِ اسلام کی روانگی کا پتہ چل گیا اور ان پر ایسا رعب طاری ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور اس علاقہ سے دشمن بہت تیزی سے بھاگ گئے۔

رسولِ خدا اس علاقہ میں قیام پذیر رہے اور آپ نے مختلف دستوں کو اطراف و جوانب میں بھیجا، تاکہ خبر ملنے پر دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنا دیں۔ آپ ۲۵ روز کے بعد مدینہ پلٹ آئے۔ لوٹتے وقت فراز نامی شخص سے، جس کا قبیلہ قحط سے متاثر ہوا تھا، آپ نے معاہدہ کیا اور ان کو اجازت دی کہ وہ مدینہ کے اطراف کی چراگاہوں سے استفادہ کریں۔

اس غزوہ کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ سے دور دراز کے علاقوں تک جادہ پیمائی اور خشک و ہولناک صحراؤں سے عبور کرنے میں مسلمانوں کی طاقت کا مظاہرہ ہوا اور دوسری طرف اسلام مشرقی روم کی سرحدوں تک نفوذ کر گیا اور یہ فوجی تحریک رومیوں کی تحقیر کا موجب بنی۔ مسعودی کی تحریر کے مطابق، تاریخِ اسلام میں روم کی بڑی طاقت کے ہاتھوں کی کھلونا حکومت

---

۱: مغازی واقدی جلد ۱ ص ۴۰۲ سے ص ۴۰۴ تک طبقات ابنِ سعد ج ۲ ص ۶۲

کے ساتھ فوجی مقابلہ کے لئے یہ پہلا قدم تھا۔[1]

## غزوہ خَندَق (اَحزَاب)

### تقریباً ۲۳ شوال ۵ھ ۔ق[2] مطابق ۲۸ اسفند ماہ ۵ھ ش

بَنی نَضِیر کے یہودی جنھوں نے اپنی کینہ توزی اور انتقام کے خیال سے مدینہ کو چھوڑا تھا، وہ خاموشی سے بیٹھ گئے، جب یہ لوگ خیبر پہونچے تو ان کے سردار حُیَیّ بنِ اَخطَب اور کِنانَۃ بنِ اَبی الحُقَیقِ اَبُو عامِر فاسق اور ایک دوسری جماعت کے ساتھ مکّہ کی طرف روانہ ہوگئے قریش اور ان کے تابعین کو رسولِ خدا سے جنگ کی دعوت دی، انھوں نے قریش سے کہا کہ "محمدؐ کی طرف سے بہت بڑا خطرہ ان کے انتظار میں ہے اگر فوراً انھوں نے پسپا کر دینے والے لشکر کی تیاری نہیں کی تو محمدؐ ہر جگہ اور ہر شخص پر غالب آجائیں گے۔"

ایک طرف بدر مَوعِد میں قریش کی شکست و سرنگونی اور جنگی قرارداد کے مطابق لشکرِ اسلام کے خوف سے انکا حاضر نہ ہونا اور لشکرِ اسلام کی پے در پے کامیابی نے قریش کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ بڑھتی ہوئی جنگی طاقت کے پیشِ نظر بنیادی طور پر اسلامی تحریک کی سرکوبی کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس وجہ سے قریش خود اس بات کی فکر کر رہے تھے کہ وہ ایک عظیم لشکر فراہم کریں اور اب بہترین موقع آن پہونچا تھا۔ اس لئے کہ یہودیوں نے اعلان کر دیا تھا کہ

[1]: التنبیہ والاشراف ص ۲۱۵

[2]: اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ایک مہینے تک مدینہ پر لشکر احزاب کا محاصرہ تھا۔ اور پھر مورخین کی اکثریت نے لکھا ہے کہ بلا فاصلہ فرار کے بعد اسلامی سپاہیوں نے اسی دن بنی قریظہ کے لشکر اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس کی تاریخ ۲۳ ذی قعدہ بیان کی گئی ہے۔
لیکن غزوہ احزاب کی ٹھیک ٹھیک تاریخ مورخین نے بیان نہیں کی ہے اور کہا ہے کہ شوال یا ذی قعدہ ۵ھ ہجری ہے۔ مذکورہ بالا فرض کی بنا سپاہ احزاب کے ذریعہ مدینہ کا محاصرہ ۲۳ شوال ۵ھ ہجری ہوگا۔

ہم تمھارے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ محمدؐ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں اس وجہ سے قریش کے سرداروں کے ساتھ کعبہ میں گئے اور وہاں انھوں نے قسم کھائی کہ ایک دوسرے کو بے سہارا نہیں چھوڑیں گے اور پیغمبرؐ سے مقابلہ کے لئے آخری فرد کی زندگی تک ایک دل اور ایک زبان ہو کر ڈٹے رہیں گے[1] قریش نے یہودیوں کے سربرآوردہ افراد سے پوچھا کہ تم قدیم کتاب کے جاننے والے اور عالم دین ہو تم فیصلہ کرو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمدؐ کا؟ یہودیوں کے نیرنگ باز سرداروں نے جواب دیا کہ "تمھارا دین بہتر ہے اور تم حق پر ہو"

یہ یہودی توحید پر اپنے ایمان کے باوجود ایسی بات کہہ کر سخت گناہ کے مرتکب ہوئے اور انھوں نے اپنی سیاہ تاریخ میں ننگ و عار والے ایک بڑے دھبہ کا اضافہ کر دیا۔ اس طرح کہ ایک یہودی مصنف ڈاکٹر اسرائیل اپنی کتاب "تاریخ یہودیان عربستان" میں لکھتا ہے کہ "ہرگز یہ بات مناسب نہیں تھی کہ یہودی ایسی خطا کے مرتکب ہوتے ولو قریش ان کی خواہش کو رد کر دیتے" اس کے علاوہ ہرگز یہ بات صحیح نہیں تھی کہ ملت یہود بت پرستوں کے پاس پناہ لیتی اس لئے کہ یہ روش توریت کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے[2]

قرآن اس اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جن کو کتاب سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ کس طرح بتوں اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافریں و مشرکین سے کہتے ہیں کہ تمھارا راستہ مومنین کی بہ نسبت حقیقت سے زیادہ نزدیک ہے[3]"

یہودی سرداروں سے مشرکین مدد کا وعدہ کر لینے اور روانگی کی تاریخ معین کر لینے کے بعد یہودیوں نے بھی ان سے وعدہ کیا کہ بنی قُرَیظَہ کے یہودیوں کو جو اس وقت ساکن مدینہ تھے، مدد کے لئے بلائیں گے۔ ان لوگوں کو پیمان شکنی اور جنگ پر آمادہ کرنے کے بعد وہ لوگ قبیلہ

---

[1]: طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۶۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۵

[2]: حیات محمد ڈاکٹر ہیکل ص ۲۹۷

[3]: اَلَم تَرَ اِلَی الَّذِینَ اُوتُوا نَصِیبًا مِنَ الکِتٰبِ یُؤمِنُونَ بِالجِبتِ وَالطَّاغُوتِ وَیَقُولُونَ لِلَّذِینَ کَفَرُوا ھٰؤُلَاءِ اَھدٰی مِنَ الَّذِینَ اٰمَنُوا سَبِیلًا (نساء/۵۱)

غطفان کی طرف روانہ ہوئے، قبیلہ غطفان کے افراد نے ان کی ہمراہی کے علاوہ اپنے ہم عہد قبیلہ بنی سُلیم کو مدد کیلئے بلایا۔[1]

یہودیوں کی تحریک پر تحریکِ اسلامی کی مخالفت میں یہ بہت بڑا متحدہ محاذ تیار ہوگیا اور مختلف جماعتوں اور گروہوں کے لوگ چاہے وہ مشرکین ہوں، مستکبرین ہوں، یہود و منافقین ہوں۔ مدینہ سے فرار کرنے والے ہوں، قریش کے مختلف قبائل کے افراد ہوں یا بنی سُلیم بنی غطفان، بنی اسد سب نے آپس میں ملکر اسلام کے خلاف جنگ لڑنے کو تدارک کا راستہ سمجھا تاکہ نورِ خدا کو خاموش کردیں۔ جنگی اخراجات اور لازمی اسلحہ کی فراہمی یہود کی طرف سے تھی۔

## لشکرِ احزاب کی مدینہ کی طرف روانگی

مختلف قبیلوں اور گروہوں سے اس جنگی عہد و پیمان میں شرکت کرنیوالے افراد کی مجموعی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی[2] اور لشکر کی کمان ابو سفیان کے ہاتھوں میں تھی۔

مختلف گروہ کے جنگجو افراد اسلحہ سے لیس روانگی کیلئے تیار تھے۔ اس زمانہ کے جنگی ایمونیشن اور ساز و سامان سے لیس اتنا بڑا لشکر سرزمینِ حجاز نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ماہِ شوال ۵ھ ہجری میں ابو سفیان نے احزاب کے سپاہیوں کو تین الگ الگ دستوں میں یثرب کی جانب روانہ کیا۔

---

[1]: تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۶۶

[2]: التنبیہ والاشراف میں مسعودی کی نقل کے مطابق حملہ آوروں کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔

# لشکر کی روانگی سے رسولِ خدا کی آگاہی

جب یہ لشکر مکّہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو قبیلہ خُزاعۃ کے چند سوار نہایت سرعت کے ساتھ پیغمبرؐ کے پاس پہونچے اور سپاہ احزاب کی روانگی کی خبر دی۔

رسولِ خداؐ نے آمادگی اور لشکر کی جمع آوری کے اعلان کے ساتھ جنگی ٹیکنیک اور دفاعی طریقۂ کار کی تعیین کے لئے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا۔ اس جنگی مشورہ میں یہ بات پیش ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان سے جنگ کی جائے یا مدینہ کے اندر موجود رہیں اور شہر کو ایک طرح سے محصور بنا دیں؟ سلمان فارسی نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ جب ہم ایران میں تھے تو اس وقت اگر دشمن کے شہ سواروں کے حملہ کا خطرہ ہوتا تھا تو ہم شہر کے چاروں طرف خندق کھود دیتے تھے" دفاع کے لئے جو مجلسِ مشاورت منعقد ہوئی تھی اس میں سلمان کی رائے کو مان لیا گیا رسولِ خداؐ نے سلمان کے نقشہ کے مطابق خندق کھودنے کا حکم دیا۔[1]

اس زمانہ میں مدینہ، تین طرف سے طبیعی رکاوٹوں جیسے پہاڑوں، نخلستان کے جھنڈ اور نزدیک نزدیک بنے ہوئے گھروں سے گھرا ہوا تھا صرف ایک طرف سے کھلا اور قابلِ نفوذ تھا۔

رسولِ خداؐ نے دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ کے ایک قطعہ ارض کو کھودنے پر مامور کیا۔ جزیرۃ العرب کی گرم اور جھلسا دینے والی ہوا کے بر خلاف مدینہ، صحرا کی طرح سرد اور تکلیف دہ ہے، جس دن خندق کی کھدائی ہو رہی تھی اس دن صبح سویرے جب آفتاب بھی نہیں نکلا تھا۔ جاڑے کی سخت سردی میں تین ہزار مسلمان، لبوں پر پُر شور نعرہ اور دلوں میں حرارتِ ایمانی کے جوش و ولولہ کے ساتھ کام میں مشغول ہو گئے اور غروبِ آفتاب تک کام کرتے رہے رسولِ خدا بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کام میں مشغول تھے۔ پھاوڑے چلاتے مٹی کو زنبیل میں ڈال کر کاندھوں

[1]: مغازی واقدی جلد ۲ ص ۴۴۴

پر رکھ کر باہر لاتے تھے۔ سلمان نہایت تیزی سے چند آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے۔ مہاجر و انصار ہر ایک نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں، لیکن رسولِ خدا نے فرمایا "سلمان ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں"۔[1]

خندق کھودتے کھودتے سلمان کے سامنے ایک بہت بڑا سفید پتھر آ گیا۔ خود انھوں نے اور دوسرے افراد نے بھی کافی کوشش کی مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔ رسولِ خدا کو خبر ہوئی تو آپؐ خود تشریف لائے اور کلہاڑی سے اس پتھر پر ایک ضرب لگائی، اس ضرب کی وجہ سے ایک بجلی چمکی اور پتھر کا ایک حصہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ پیغمبرؐ نے صدائے تکبیر بلند کی، جب دوسری اور تیسری بار آپؐ نے کلہاڑی چلائی تو ہر ضرب سے بجلی چمکی اور پتھر کے ٹکڑے ہونے لگے، رسولؐ خدا ہر بار صدائے تکبیر بلند کرتے رہے، جناب سلمان نے سوال کیا کہ آپؐ بجلی چمکتے وقت تکبیر کیوں کہتے تھے؟

رسولِ خدا نے فرمایا "جب پہلی بار بجلی چمکی تو یمن اور صنعاء کے محلّوں کو میں نے کھلتے دیکھا، دوسری مرتبہ بجلی کے چمکنے میں شام و مغرب کے کاخہائے سرخ کو فتح ہوتے دیکھا، اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے دیکھا کہ کاخہائے کسریٰ میری اُمت کے ہاتھوں مسخر ہو جائیں گے"۔[2]

مومنین رسولؐ خدا کے کئے ہوئے وعدے سے خوش ہو گئے اور انھوں نے "بشارت! بشارت" کی آواز بلند کی۔ لیکن منافقین نے مذاق اُڑایا اور کہا کہ "حالت یہ ہے کہ دشمن ہر طرف سے ٹوٹے پڑ رہے ہیں اور ہم میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ ہم اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے باہر نکل سکیں اور محمدؐ کاخہائے ایران و روم کی فتح کی گفتگو کر رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ باتیں فریب سے زیادہ نہیں ہیں (معاذ اللہ)" قرآن منافقین کے بارے میں کہتا ہے "منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدے جو خدا اور اس کے رسولؐ کر رہے ہیں یہ دھوکہ سے زیادہ نہیں ہیں"۔[3]

---

[1]: سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳ "سلمانُ منّا أھلَ البیت"۔

[2]: سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۹۔ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ۔

[3]: واذ یقولُ المُنافقون والّذین فی قلوبھم مَرَضٌ ما وعدنا اللّٰہُ و رسُولُہٗ الّا غرُوراً (احزاب ۱۲) تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۷۰۔

منافقین خندق کھودنے میں مسلمانوں کی مدد کر رہے تھے مگر ان کی کوشش تھی کہ کسی بہانے سے اپنے کاندھوں کو اس بوجھ سے خالی کرلیں اس طرح وہ اپنے نفاق کو آشکار کر رہے تھے۔

خندق کی کھدائی تمام ہوئی اس کا طول ۱۲۰۰۰ ہاتھ تقریباً ۴/۵ کیلومیٹر گہرائی ۵ ہاتھ اور اس کی چوڑائی اتنی تھی کہ ایک سوار گھوڑے کو جست دیکر پار نہیں کرسکتا تھا۔ آخر میں خندق کے بیچ میں کچھ دروازے بنا دیئے گئے اور ہر دو کی نگہبانی کے لئے ایک قبیلہ معیّن کر دیا گیا۔ زبیر بن عوام کو دروازہ کے محافظین کی سرپرستی پر معیّن کیا گیا[1]

مسلمانوں نے بھی خندق کے پیچھے اپنے لئے محاذ بنا لئے اور شہر کے دفاع کے لئے تیر انداز مکمل آمادگی کے ساتھ موجود تھے۔

## مدینہ لشکر کفار کے محاصرہ میں

کفر کا حملہ آور لشکر ابو سفیان کی سرکردگی میں خندق کھد جانے کے چھ دن بعد سیلاب کی طرح مدینہ پہونچ گیا۔ انھوں نے شہر کے چاروں طرف اور اپنے آگے ایک بڑی خندق دیکھی اور مسلمانوں کی اس دفاعی ٹیکنیک پر ان کو تعجب ہوا۔ جنگی دیدہ وروں نے کہا "یہ فوجی ٹیکنیک محمدؐ نے ایرانیوں سے سیکھی ہے اس لئے کہ عرب اس ڈھنگ سے واقف نہیں ہیں" ان لوگوں نے مجبوراً اپنے خیمے خندق کے سامنے لگا لئے۔ دشمن کے لشکر کے خیموں سے سارا بیابان سیاہ ہو گیا۔ لشکر اسلام نے بھی خندق کے اس طرف خیمے لگا لئے اور دشمن سے مقابلے اور ان کے حملے سے بچنے کے لئے تیار ہو گئے۔

---

[1]: تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰

# بنی قریظہ کی عہد شکنی

لشکر احزاب اور اس کے کمانڈر ابو سفیان جن کے سروں میں مسلمانوں پر برق رفتاری سے کامیابی حاصل کرنے کا سودا سمایا ہوا تھا، خندق جیسی بڑی رکاوٹ کے سامنے آجانے سے اب راستہ کی تلاش میں لگ گئے تا کہ لشکر کو خندق کے پار پہونچا سکیں۔

حُیَّیِّ بنِ اَخطَب یہودی جو قبیلہ بنی نُضَیر کا شہر بدر کیا ہوا سردار اور جنگ کی آگ بھڑکانے کا اصلی ذمّہ دار تھا۔ خندق کی موجودگی سے سپاہ احزاب کے حملہ کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھ کر سب سے زیادہ خوف زدہ تھا، وہ کوشش کر رہا تھا کہ جلد سے جلد احزاب کی کامیابی کا کوئی راستہ مل جائے۔ اس نے مدینہ کے اندر سے محاذ کھولنے کا ارادہ کیا۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بنی قریظہ کے وہ یہودی جو مدینہ میں مقیم تھے، بہترین وسیلہ تھے۔ اس نے رئیس قبیلہ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، قلعۂ بنی قریظہ کی طرف گیا اور قلعہ کے بند دروازوں کے پیچھے سے گفتگو کی، لیکن قبیلہ بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے جواب دیا کہ ہم نے محمدؐ سے عہد و پیمان کیا ہے اور ہم یہ معاہدہ نہیں توڑ سکتے اس لئے کہ سوائے سچائی اور وفاداری کے ان سے ہم نے اور کچھ نہیں دیکھا ہے۔

حُیّی کعب کے احساسات کو بھڑکانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے اپنے لئے قلعہ کا دروازہ کھلوالیا۔ قلعہ میں داخل ہوا اور بنی قریظہ کے بزرگ افراد کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ رسولِ خدا سے کئے ہوئے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیں اور اپنی فوجیں نیز دوسرے سامان حملہ آوروں کو دیدیں۔

رسولِ خدا کو جب بنی قریظہ کے یہودیوں کی پیمان شکنی کی خبر ملی تو آپ نے قبیلۂ اوس و خزرج کے دو بزرگ افراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو مزید تحقیقات کے لئے قلعۂ بنی قریظہ روانہ کیا۔ وہ لوگ اس بات پر مامور تھے کہ اگر یہ رپورٹ صحیح ہو تو خفیہ طور پر اس نتیجہ

کی اطلاع رسولِ خدا کو دیں۔ انھوں نے واپسی پر خفیہ کوڈ "عَضَل" و "قارہ" کے الفاظ کے ساتھ یہودیوں کی پیمان شکنی کی خبر آنحضرت کو دی[۱]

رسولِ خدا نے مسلمانوں کے ولولہ کو باقی رکھنے کے لئے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: "اے مسلمانو! میں تم کو تمھاری کامیابی کی بشارت دیتا ہوں[۲]

# اضطراری حالت

اسلامی تحریک ایک حساس موڑ پر تھی ایک طرف دس ہزار دشمن کی فوج اسلحوں سے لیس شہر کے سامنے خیمہ زن اور ہر لحظہ اس بات کا امکان کہ خندق کو پار کر کے دشمن کہیں شہر میں کشت و خون کا بازار نہ گرم کر دے۔ اور دوسری طرف قبیلۂ بَنی قُرَیظَہ کے خائن یہودی پیمان شکنی کر کے مسلمانوں کی پیٹھ میں پیچھے سے خنجر بھونکنے کے لئے آمادہ، نہتے مسلمان بچّوں اور عورتوں پر شہر میں یہودیوں کے حملہ کا اندیشہ، کفار کے لشکر کا خندق عبور کر لینے کے خطرہ سے زیادہ تھا۔

اس ہنگامہ میں منافقین، شیطانی قہقہوں، طعنوں اور اشارے وکنائے سے مسلمانوں کے زخم پر نمک پاشی، لوگوں کو دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کی تشویق۔ اپنے گھروں کے دفاع کا سامان نہ ہونے کا بہانہ بنا کر فرار کا قصد اور اپنی دفاعی جگہوں کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر رہے تھے۔ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ:

"جب ایک گروہ (منافقین اور سیاہ قلب افراد) نے کہا کہ اے

---

۱: مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۴/ ۴۵۹ سے ملخص ہے عَضَل و قارہ دو قبیلوں کے نام ہیں۔ یہ وہ قبیلے ہیں جنھوں نے اصحاب رجیع والے واقعہ میں بے وفائی کی، اپنا پیمان توڑ ڈالا۔ اور مسلمانوں کو شہید کیا ان دو کلموں کے استعمال کا مطلب یہ تھا کہ بنی قریظہ نے بھی ان دو قبیلوں کی مانند پیمان شکنی کی ہے۔

۲: مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۹

یثرب کے لوگو! اب سرزمینِ یثرب تمہارے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا پلٹ جاؤ، اور ان میں سے ایک گروہ رسولِ خدا سے اجازت مانگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں، دفاع کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کا ارادہ و مقصد فرار کے سوا اور کچھ نہیں۔"[1]

لیکن خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھنے والے جاں باز نہ صرف یہ کہ وہ ایسے طوفانوں سے لرزاں نہیں ہوئے بلکہ اور زیادہ مستحکم ہو گئے۔ قرآن ان کے بارے میں کہتا ہے۔

"جب مسلمانوں نے احزاب کے لشکر کو دیکھا تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے کیا ہے اور اس واقعہ نے ان کے ایمان و تسلیم کو بڑھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔"[2]

اس حساس موقع پر رسولِ خدا مسلسل اپنی شعلہ بار تقریروں سے اسلام کے جاں بازوں کے حوصلے بڑھاتے رہے ان کے فرائض کو انہیں یاد دلاتے رہے اور فرماتے تھے "اگر تم صبر سے کام لوگے اور خدا پر بھروسہ کروگے تو کامیاب رہوگے۔" اور ان لوگوں کو خدا اور اس کے پیغمبرؐ کی فرماں برداری کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

ایسی حالت میں جاں بازانِ اسلام اپنے محاذ کی نگہبانی اور تحفظ کی خاطر خندق کے اس طرف بنی قریظہ کے شب خون مارنے کے خطرے کو ناکام بنانے کے لئے ۵۰۰ جاں بازوں کا ایک گشتی دستہ لیکر پوری تیاری کے ساتھ گشت لگاتے رہے اور راتوں کو اپنے نعرۂ تکبیر سے دشمن کے دلوں میں خوف و ہراس ڈالتے رہے۔ اس طرح غفلت کے عالم میں دشمن کو حملہ

---

[1] وَاِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (احزاب/۱۳)

[2] وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (احزاب/۲۲)

کرنے کا موقع نہیں مل سکا اور مدینہ پر حملہ کا خطرہ ٹل گیا۔

# ایمان و کفر کا آمنا سامنا

خندق کے اس پار لشکر احزاب بہت دنوں تک یوں ہی پڑا رہا لیکن نہ پیادوں میں سے کوئی خندق عبور کر سکا اور نہ سواروں میں سے۔ آخر کار لشکرِ شرک میں سے پانچ آدمی، عَمرو بِن عَبدِوُدّ، عِکرِمَہ بِن اَبی جَہل، ہُبَیرَہ بِن اَبی وَہب، نَوفَل بِن عَبدُاللہ، ضِرار بِن خَطّاب۔ جنگی لباس پہننے کے بعد یہ لوگ مخصوص غرور و تکبر کے ساتھ اپنے اتحادیوں کے خیمے کے کنارے سے گذرے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "آج پتہ چل جائے گا کہ حقیقی بہادر کون ہے؟"

اس کے بعد انھوں نے ایڑ لگا کر اپنے گھوڑوں کو اس حصّہ کی طرف سے اُڑایا جو خندق کا کم چوڑا حصّہ تھا۔ جانبازوں کا دفاع ان کو نہ روک سکا عَمرو بِن عَبدِ وُدّ نے بلند آواز سے مبارز طلبی کی اور مذاق اُڑانے والے لہجہ میں بولا" اے بہشت کے دعویدارو! کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے کہ جسے میں بہشت کو روانہ کر دوں یا وہ مجھے جہنم بھیج دے؟" وہ اپنی بات کی تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا "میں نے اتنی آواز دی کہ میں تھک گیا اور میری آواز میں گرفتگی آگئی ہے۔"

اس موقع پر پیغمبرؐ نے مسلمانوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟" علیؑ نے آمادگی کا اعلان کیا۔ رسولِ خداؐ نے ان کو اجازت نہیں دی اور اپنی بات آپؐ نے پھر دُہرائی۔ مجاہدینِ اسلام کے درمیان سکوت کی حکمرانی تھی۔ کسی کے بیں بھی قریش کے بڑے پہلوان سے مقابلہ کی جرأت نہ تھی۔ تیسری بار آنحضرتؐ نے پھر فرمایا اور اس موقع پر بھی علیؑ ہی تھے جنھوں نے آمادگی کا اعلان کیا۔

نتیجہ میں پیغمبرؐ نے علیؑ کو اجازت دیدی اور اپنا عمامہ ان کے سر پر رکھا اپنی تلوار ان کو

عطا کی۔ جب علیؑ قریش کے اس بہادر سے لڑنے کے لئے چلے تو رسولِ خدا نے فرمایا "اب کُل ایمان کل شرک کے مقابل ہے[1]"

اس زمانہ کے آئین رزم کے مطابق اسلام و شرک کے دونوں بہادروں نے رجز خوانی کی۔ اس کے بعد تلوار نیام سے باہر نکال کر حملہ آور ہو گئے۔ جنگ کے وقت میدان میں اتنی گرد اُڑ رہی تھی دونوں میں سے کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یہاں تک کہ علیؑ کے نعرۂ تکبیر کی آواز گونجی، پیغمبرؐ نے فرمایا "خدا کی قسم علیؑ نے اس کو قتل کر دیا"

واقعہ اس قدر برق آسا اور حیرت انگیز تھا کہ عمرو کے ساتھی اس کے قتل کو دیکھنے کے بعد فوراً فرار کر گئے۔ نوفل بن عبداللہ خندق پار کرنے کے لئے کودتے وقت اس میں گر پڑا اور جان بازانِ اسلام نے اس پر سنگ باری کر دی، وہ چلانے لگا کہ عرب کا قتل جواں مردی کے ساتھ ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام نہایت سرعت سے خندق میں کود پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا[2]

خندق کے دن علیؑ کی ضربت آئینِ اسلام کے استقرار کا سبب بنی اس لئے کہ اگر علیؑ، عَمرو بن عَبدوُد کو قتل نہ کر دیتے تو لشکر احزاب کی مسلمانوں کے سلسلہ میں جرأت بڑھ جاتی اور ان میں سے دوسرے افراد بھی خندق کو پار کر کے حیاتِ اسلام کا خاتمہ کر دیتے۔

رسولؐ خدا نے اس ضربت کی فضیلت میں فرمایا۔ "روزِ خندق علیؑ کی ضربت تمام جن و انس کی عبادت سے افضل ہے[3]"

اس کے دوسرے دن خالد بن ولید نے شکست کے جبران کے لئے خندق کے کم چوڑے حصّہ کی طرف سے اپنے شہ سواروں کے دستہ کو خندق عبور کرانا چاہا لیکن مجاہدینِ اسلام

---

[1]: برز الایمانُ کُلّهُ الی الشرکِ کُلِّهِ

[2]: مغازی واقدی جلد ۲ ص ۴۷۰۔ ارشاد شیخ مفید ص ۵۲

[3]: ضَربَةُ علیٍّ یومَ الخندقِ افضلُ من عبادةِ الثقلین۔ دلائل الصدق جلد ۲ ص ۱۷۵، مستدرک جلد ۳ ص ۳۲۔

کے مردانہ دفاع نے، جو غروب تک جاری رہا، دشمن کے ہر طرح کے ابتکار عمل کی قوت کو سلب کر لیا۔

## سوالات سبق ۵

۱۔ غزوۂ دومۃ الجندل کی اہمیت کس چیز میں ہے؟
۲۔ جنگ احزاب کے اصلی محرک کون لوگ ہیں؟
۳۔ خندق کھودنے کا نقشہ کس نے بنایا؟
۴۔ بنی قُرَیْظَہ کے یہودیوں نے کیوں پیمان شکنی کی؟
۵۔ جنگِ خندق میں ضربت علیؑ کی اہمیت کس وجہ سے ہے؟

# چھٹی فصل

دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش
بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان پھوٹ
لشکرِ اسلام کا جاسوس دشمن کے خیمہ میں
شہداء اسلام اور کشتگان کفر
غزوہ احزاب کا نتیجہ
غزوۂ بنی قریظہ
مسلمان خیانت کار
بنی قریظہ کا ہتھیار ڈالنا
سعد بن معاذ کا فیصلہ
پیمان شکن، شکستہ حالی کا شکار
اسراء اور مالِ غنیمت
سوالات

# دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش

ایک طرف دشمن کے حوصلے بہت زیادہ کمزور ہو چکے تھے اور دوسری طرف مسلمان بھی بہت زیادہ دباؤ محسوس کر رہے تھے۔ ایسے حالات میں رسولِ خداؐ نے کوشش کی کہ دشمن کی صفوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور احزاب کے فوجی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے، اس غرض سے آپ نے قبائل غَطَفَان کے سربرآوردہ افراد کے پاس پیغام بھیجا کہ "کیا تم لوگ اس کام کے لئے تیار ہو کہ مدینہ کے خرمہ کا تیسرا حصّہ میں تم کو دیدوں اور تم اپنے خاندان کی طرف پلٹ جاؤ اور دوسرے قبیلوں میں بھی اس بات کی تبلیغ کرو کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو جائیں؟" ان لوگوں نے مصلحت کے لئے نصف خرمہ کا مطالبہ کیا اور پیغمبرؐ کے پاس مذاکرہ کے لئے حاضر ہو گئے۔ رسولِ خداؐ نے کاغذ، قلم اور دوات لانے کا حکم دیا تاکہ صلح کی قرارداد لکھی جائے۔ اس وقت مدینہ کے سربرآوردہ افراد سَعْدِ بْنِ عُبَادَہ اور سَعْدَ بْنِ مُعاذ آگئے، انھوں نے کہا کہ "اے اللہ کے رسولؐ یہ حکم خدا کی طرف سے ہو یا آپؐ کا ذاتی نظریہ ہو۔ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ لیکن اگر آپؐ ہمارا نظریہ جاننا چاہتے ہیں تو ہم ان کو باج (ٹیکس) نہیں دیں گے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جب ہم مشرک تھے تو اس وقت خریدنے یا مہمان بننے کے علاوہ ہمارا خرما

ان تک نہیں پہونچتا تھا۔ اب جب ہم اسلام سے سرفراز ہیں تو کیا ان کو ٹیکس ادا کریں۔ ہمارے اور ان کے درمیان تلوار کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔[۱]

غطفان کے قبیلہ کے سربرآوردہ افراد جب خالی ہاتھ واپس جارہے تھے اس وقت وہ آپس میں باتیں کرتے جارہے تھے کہ "ان لوگوں نے جنگ جاری رکھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی اختیار ہی نہیں کیا اور آخری فرد تک اپنے ہدف کے دفاع کے لئے تیار ہے اور ایک ہم ہیں کہ اس سخت سردی اور خشک بیابان میں اپنے اونٹ اور گھوڑوں کو فنا کر رہے ہیں۔"

## بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان پھوٹ

رسولِ خدا اُن قبائلِ مشرکین کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو آپؐ کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے تاکہ بنی قریظہ کے یہودیوں کے مشرکین سے تعلقات بگڑ جائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو بدظن کر کے ان کے فوجی اتحاد میں تزلزل پیدا کردیں۔ اسی وقت ایک مناسب موقع بھی ہاتھ آگیا۔ دشمن کے محاذ کا ایک آدمی جس کا نام نعیم بن مسعود تھا مسلمان ہوگیا۔ وہ ایک طرف تو بنی قریظہ کے یہودیوں سے اچھے تعلقات رکھتا تھا۔ دوسری طرف مشرکین کے لئے مکمل طور پر قابلِ اطمینان تھا۔ وہ جس کے دل میں نور ایمان جگمگا رہا تھا، رات کے اندھیرے میں اپنے خیمہ سے باہر نکلا اور پیغمبرؐ کے خیمہ میں پہونچ گیا۔ اور عرض کی "اے اللہ کے رسولؐ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ لیکن میرے قبیلہ والے میرے مسلمان ہونے سے بے خبر ہیں آپ جو حکم فرمائیں میں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔" رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا "جہاں تک ہوسکے جنگ میں دشمن کے ارادہ کو کمزور بنا دو، ان کو پراگندہ کردو اس لئے کہ جنگ ایک فریب ہے۔

۱: سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۳ ص ۲۲۴، بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۲۵۲

نُعیم بن مسعود محلہ بنی قریظہ میں پہونچا، پہلے یہ ان لوگوں کا ندیم رہ چکا تھا۔ اور کہا کہ "اے بنی قُرَیظَہ! تم اپنے ساتھ میری دوستی اور یکرنگی سے واقف ہو"۔ ان لوگوں نے کہا، "ہم بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں اور تمھارے بارے میں بد گمان نہیں ہیں"۔

نعیم نے کہا کہ "جو بات میں تم کہنے جا رہا ہوں اس کی شرط یہ ہے کہ تم میرے راز کو چھپا کر رکھو گے۔ اور وہ یہ کہ جنگ دشوار طلب ہے۔ اور قریش و غطفان جنگ میں سست پڑ رہے ہیں۔ عَمرو بن عَبدِ وَدّ ان کا پہلوان مارا گیا اور قبیلہ غطفان کے لوگ محمدؐ سے خفیہ طور پر یہ ساز باز کر رہے ہیں کہ وہ مدینہ کے خرما کا آدھا محصول لے لیں اور اپنی راہ لیں، ایسی صورت میں اگر قریش و غطفان کو موقع ملا تو ممکن ہے فتحیاب ہو جائیں اور اگر ہار گئے تو اپنا بوریہ بستر لے کر اپنے وطن چلے جائیں گے۔ اس صورت میں تم ایسا کام نہیں کر سکتے۔ تمھارے بال بچے، گھر بار، کھیتی باڑی اور تمھارے نخلستان یہاں ہیں، قریش و غطفان کی شکست کی صورت میں محمدؐ تم سب کا محاصرہ کر لیں گے۔ اور تمھاری امانتیں تم کو نہیں دیں گے۔ اس لئے تم قریش و غطفان کو ساتھ لے کر جنگ نہ کرو مگر یہ کہ ان کے سربرآوردہ افراد کو یرغمال بنا کر اپنے پاس رکھ لو۔ اس طرح ان کو محمدؐ کے ساتھ معاہدۂ صلح کرنے کے لئے نہ چھوڑ دو تاکہ وہ تم کو بے سہارا چھوڑ کر اپنے کام میں لگ جائیں"۔

بنی قریظہ کے یہودیوں نے کہا کہ تم ہم کو بہت پُرخلوص مشورہ دے رہے ہو۔ ہم تمھارا شکریہ ادا کرتے ہیں اور تمھارے نظریہ کو عملی جامہ پہنائیں گے۔

نعیم وہاں سے ابوسفیان اور قریش و غطفان کے دوسرے برسرآوردہ افراد کے پاس آیا اور کہا: "ایک بات ہم نے سنی ہے جو از راہِ خیر خواہی تمھیں بتانا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس راز کو چھپا کر رکھنا"۔

ان لوگوں نے کہا۔

"بہت خوب! کہو کیا کہنا چاہتے ہو"۔

نعیم نے کہا "بنی قریظہ محمدؐ کے ساتھ اپنی پیمان شکنی پر پشیمان ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو بھول ان سے ہوئی ہے اس کا جبران کر لیں۔ انھوں نے محمدؐ کو یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم قریش و غطفان کے ستر سر کردہ افراد کو پکڑ کر آپؐ کے حوالے کر دیں گے تاکہ آپ ان کو قتل کر دیں اس کے بعد جنگ کے خاتمہ تک باقی افراد کو ختم کرنے کے لئے ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔

انھوں نے بھی یہ پیش کش قبول کر لی ہے اب ہوشیار رہنا اگر یہود تم سے ضمانت کے طور پر کچھ افراد مانگیں تو ایک آدمی بھی ان کے حوالہ نہ کرنا۔

ایک طرف احزاب کے سر کردہ افراد نے جو ٹھنڈی راتوں اور یثرب کے بے آب و گیاہ بیابان میں اپنی طاقتوں کو ضائع کر رہے تھے، بنی قریظہ کی طرف اپنے نمائندے بھیجے اور ان سے کہلوایا کہ:

"ہم تمھاری طرح اپنے گھر میں نہیں ہیں ہمارے چوپائے دانہ اور گھاس کی کمی کی بنا پر تلف ہوتے جا رہے ہیں، لہٰذا جنگ کے لئے نکلنے میں جلد سے جلد ہمارے ساتھ تعاون کا اعلان کرو تاکہ مل جل کر مدینہ پر حملہ کر دیں اور اس جنگ سے چھٹکارا مل جائے۔"

یہودیوں نے جواب دیا "پہلی بات تو یہ ہے کہ آج شنبہ ہے اور ہم ایسے دن میں کسی کام میں ہاتھ نہیں لگاتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم تمھارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تم اپنے اشراف میں سے کسی کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم اطمینان کے ساتھ محمدؐ کے ساتھ جنگ کریں۔ اس لئے کہ ہمیں ڈر ہے کہ اگر تم جنگ سے عاجز آجاؤ گے تو تم محمدؐ کے ساتھ ساز باز کر لو گے اور ہم کو بے سہارا چھوڑ دو گے۔ ہم تنہا ان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اس طرح کہیں کے نہ رہ جائیں گے۔

جب قریش اور غطفان کے نمائندے واپس آئے اور مذاکرات کے نتیجہ میں آگاہ کیا تو ان لوگوں نے کہا "بخدا نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا" لہٰذا انھوں نے پھر سے پیغام بھیجا کہ ہم ایک آدمی کو بھی تمھارے حوالہ نہیں کریں گے اگر تم واقعی اہل نبرد ہو تو آؤ محمدؐ سے جنگ

میں ہماری مدد کرو۔

بنی قریظہ نے بھی اس پیغام کو سننے کے بعد ان کے بارے میں شک کیا اور کہا کہ "نعیم سچ کہہ رہا تھا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم کو محمدؐ کے ساتھ الجھادیں اور خود اگر موقع مل جائے تو اس سے فائدہ حاصل کریں ورنہ ہم کو بے سہارا چھوڑ دیں اور اپنے شہر کی طرف واپس پلٹ جائیں۔ پھر ایسی صورت میں محمدؐ سے مقابلہ کی سکت ہم میں نہیں ہے۔" بنی قریظہ کے یہودیوں نے قریش اور غطفان کے سرداروں کو پھر سے پیغام دیا کہ جب تک ہم کو کچھ لوگ ضمانت کے طور پر نہ دو گے اس وقت تک ہم تمہارے ساتھ مل کر محمدؐ سے جنگ نہیں کریں گے۔

دشمن کے درمیان تفرقہ پھیل گیا۔ دل خوف ہراس سے لبریز ہو گئے۔ ایک شخص دوسرے کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہو گیا اور جنگ جاری رکھنے کی تردید شروع ہو گئی اور خدا نے اس طرح سے ان لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد سے باز رکھا۔ جاڑے کی اس سردرات میں خدائی مدد لشکرِ توحید کو مل گئی اور خدا کے اذن سے بہت تیز ہوائیں چلیں اور دشمنوں کے خیموں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا آگ بجھادی ان کی دیگ الٹ گئی اور شدید گرد و غبار نے فضا کو تاریک بنا دیا[۱]

## دشمن کے درمیان لشکرِ اسلام کا سپاہی

مختلف احزاب کے سرداروں کے درمیان جو اختلاف ہو گیا تھا اس کی اطلاع ملنے کے بعد اسی سردی اور طوفان کے عالم میں رسولِ خدا نے جناب حذیفہؓ بن یمان کو معین فرمایا کہ وہ دشمن کے درمیان جا کر ان کے حالات کی اطلاع حاصل کریں۔

---

[۱]: ۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۴۰۔ مغازی واقدی جلد ۲ ص ۴۸۰۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۷۸

جناب حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور رات کی تاریکی میں دشمن کے خیموں میں وارد ہوا وہاں میں نے دیکھا کہ شدید گرد و غبار اُڑ رہا ہے اور خدا کے لشکر یعنی "ہوا" نے نہ کوئی دیگ چھوڑی ہے اور نہ کوئی خیمہ باقی رکھا ہے اور نہ آگ جل رہی ہے۔ میں احزاب کے سربرآوردہ افراد کے درمیان پہونچا اور وہیں بیٹھ گیا۔ ابو سفیان کھڑا ہوا اور اس نے کہا، ہر آدمی اس بات سے ہوشیار رہے کہ اس کے پہلو میں جو بیٹھا ہے وہ کون ہے؟" حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً اس آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے پاس بیٹھا تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں معاویہ ابنِ ابی سفیان ہوں"۔ جو آدمی میرے بائیں جانب بیٹھا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا "میں عمرو بن عاص ہوں"، پھر ابو سفیان نے کہا کہ "ہم اس سے زیادہ پائیداری کا مظاہرہ نہیں کر سکتے کہ اس شدید سردی میں یہاں ٹھہریں، ہماری سواریاں ہمارے گھوڑے کمزور ہو گئے اور ہمارے آدمی بیمار پڑ گئے۔ دوسری طرف یہودیوں نے ہمارے ساتھ خیانت کی اور محمدؐ کے ساتھ سازباز کرلی ہے۔ شدید طوفانوں کو دیکھو کہ جس نے ہمارے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ یہ طوفان! ہماری آگ کو بجھا رہا ہے۔ ہمارے خیموں کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اس بات کا خوف ہے کہ کہیں خود سپاہیوں میں داخلی جنگ نہ چھڑ جائے۔ اس بنا پر ہم کو اپنا اثاثہ باندھ کر مکہ پلٹ جانا چاہیئے۔

ابھی سپیدۂ سحری نمایاں نہیں ہوا تھا کہ دس ہزار کے لشکر نے نہایت ذلت کے ساتھ فرار کو ثابت قدم رہنے پر ترجیح دی اور مکہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس طرح خدا نے مسلمانوں کی قسمت میں نصرت اور دشمنوں کے نصیب میں بکھرنا اور شکست اٹھانا قرار دیا۔

۲۴؍ ذی القعدہ چہارشنبہ کی صبح کو پیغمبرؐ اور لشکرِ اسلام کے سامنے کفار کی فوج میں سے کوئی بھی باقی نہ تھا۔ سب کے سب بھاگ چکے تھے۔ پیغمبرؐ نے اجازت دیدی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑ دیں اور شہر کی طرف لوٹ چلیں[۱]۔

---

[۱]: تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۸۰۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۴۲۔ مغازی واقدی ص ۵۸۹

# شہداء اسلام اور کشتگان کفر

اس جنگ میں آپس کے ٹکراؤ اور تیراندازی کے نتیجہ میں لشکرِ اسلام کے چھ آدمی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ان میں سے ایک سعدؓ بن معاذ تھے جن کے ہاتھ کی نس کو ایک تیر نے کاٹ ڈالا تھا وہ بنی قریظہ والے واقعہ تک زندہ تھے۔ چند روز بعد شہید ہوگئے۔ مشرکین احزاب میں سے بھی تین افراد قتل ہوئے جن میں سے دو کی ہلاکت علیؑ کے ہاتھوں ہوئی۔[1]

جنگ احزاب کے بارے میں سورۂ احزاب ۹ سے ۲۵ نمبر تک کی آیتیں نازل ہوئیں۔

## سپاہ احزاب کی شکست کے اسباب

۱:- لشکر اسلام کا خندق کھودنا۔

۲:- احزاب کے بہادر اور شجاع پہلوان "عمرو بن عبدود" کا قتل جس نے کفار کے حوصلوں پر بڑا اثر ڈالا۔

۳:- لشکرِ اسلام کا ثبات قدم اور پائیداری اور اپنے محاذ کی باقاعدہ نگہبانی اور شہرِ مدینہ کی مکمل حفاظت۔

۴:- محاصرہ کرنے والوں کے لشکر اور چوپایوں کے لئے آذوقہ کی کمی۔

۵:- موسم کا ناسازگار ہونا اور جاڑوں کی شدید سردی میں حملوں کا ہونا جو

---

[1]: مرحوم استاد ڈاکٹر ابراہیمی آیتی کی یاد تازہ رہے انہوں نے شہداء احزاب کی تعداد ۱۲ اور قریش کے مقتولین کی تعداد ۴ لکھی ہے "تاریخ پیامبر" مطبوعہ دانشگاہ تہران ص ۳۷۳ - ۳۷۲ ملاحظہ ہو۔ اسی طرح مشہور مورخ یعقوبی نے شہداء مسلمین کی تعداد ۶ اور کشتگان قریش کی تعداد ۸ بتائی ہے۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۵۱ مطبوعہ بیروت۔

اہلِ مکہ کے لئے ناسازگار تھا۔

۶:۔ دشمن کے جنگی اتحاد کے شیرازہ کا منتشر ہو جانا جو لشکرِ اسلام کے کمانڈر حضرت رسولِ خداؐ کی فراست کا نتیجہ تھا۔

۷:۔ غیبی امداد۔ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ "اے مومنو! تم پر جو خدا کی نعمتیں تھیں تم ان کو یاد کرو۔ اس وقت جب تمہارے ساتھ جنگ کے لئے لشکر آیا ہوا تھا، تو میں نے ہوا کو بھیجا اور اس لشکر کو جس کو تم نہیں دیکھتے تھے اور تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے"[۱]

جنگ احزاب کا خاتمہ، قریش کے لئے مصیبتوں کا آغاز تھا۔ اس لئے کہ ایک طرف تو قریش اور مشرکین میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی اور دیہاتی اعراب کے درمیان ان کی حیثیت بہت گر گئی تھی اور دوسری طرف جزیرۃ العرب میں تحریکِ اسلامی کی حالت روز بروز مستحکم و مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے بعد ابتکارِ عمل لشکرِ اسلام کے ہاتھوں میں تھا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ "اس کے بعد ان (قریش) سے ہم جنگ کریں گے یہ لوگ جنگ کی ابتداء نہیں کر سکتے"[۲]

جنگِ احزاب کے بعد قریش کے اقتصادیات بہت زیادہ کمزور ہو گئے تھے جبکہ حکومتِ اسلامی اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہو گئی تھی۔ چنانچہ رسولِ خداؐ نے مکہ کے قحط زدہ افراد کے لئے مالی امداد روانہ فرمائی۔

---

۱:۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَاءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (احزاب - ۹)

۲:۔ اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا (ارشاد شیخ مفید/۵۶)

# غزوۂ بنی قُرَیظہ

چہارشنبہ ۲۳ ذی القعدہ ۵ ھ ق مطابق ۲۸ فروردین ۶ ھ ش

احزاب کا شکست خوردہ لشکر مایوسی کے عالم میں مدینہ سے بھاگ گیا۔ خندق کھودنے اور بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں ہفتوں کی مسلسل اور انتھک کوشش کے بعد مسلمان اپنے گھروں کو لوٹے تاکہ آرام کریں۔ لیکن مدینہ میں ابھی پورے طریقہ سے اطمینان برقرار نہیں ہونے پایا تھا کہ رسولِ خدا نے وحی کے ذریعہ اطلاع ملنے کے بعد بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اس طرح عام اعلان کریں کہ "جو خدا اور رسولؐ کا پیرو ہے وہ نمازِ عصر قلعہ بنی قُرَیظہ کے پاس پڑھے۔"

اسی دن عصر کے وقت رسولِ خدا تین ہزار جاں بازوں کے ساتھ بنی قُرَیظہ کے قلعہ کی طرف چل پڑے، لشکرِ اسلام کے آگے آگے مجاہدین اسلام کے علم کو اٹھائے ہوئے علیؑ چل رہے تھے۔ چنانچہ آپؑ بقیہ مسلمانوں کے پہونچنے سے پہلے ہی چند افراد کے ساتھ قلعہ کے پاس پہونچ گئے۔

لشکرِ اسلام نے قلعہ بنی قُرَیظہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ۱۵ دنوں تک رہا۔ اس مدت میں چند بار تیراندازی کے علاوہ کوئی حملہ نہیں ہوا۔ بنی قریظہ کے یہودی سمجھ گئے کہ لشکرِ اسلام سے مقابلہ کرنے کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے نمائندہ کو رسولِ خدا کے پاس بھیجا اور رسولِ خدا سے اس جگہ سے کوچ کرنے اور اپنے مال و اسباب کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی رسولِ خدا نے ان کی پیش کش کو رد کر دیا۔ انھوں نے دوبارہ درخواست کی کہ ان کو مدینہ ترک کرنے اور اپنے اموال سے صرف نظر کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن رسولِ خدا جانتے تھے کہ اگر بنی قُرَیظہ کے یہودیوں کو بھی بنی قَینُقاع اور بنی نَضِیر کے یہودیوں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو

وہ مسلمانوں کے چنگل سے نکلتے ہی دیہاتی اعراب کو بھڑکا کر مسلمان اور اسلام کے خلاف نئی سازشوں کا آغاز کردیں گے۔ جس طرح بنی قینقاع کی تحریک پر جنگِ احد کی آگ بھڑکی اور بنی نضیر کی تحریک پر خندق (احزاب) کی ہمہ جانبہ سازش ہوئی۔ اس وجہ سے پیغمبرؐ نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تم بغیر کسی قید و شرط کے اپنے کو ہمارے حوالہ کردو[1]

## ایک مسلمان خیانت کرتا ہے

ایک طرف تو یہودی محاصرہ کی وجہ سے تنگ آچکے تھے اور دوسری طرف ان کے دل میں خوف و وحشت بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے اپنے دیرینہ دوست اور ہمسائے "ابُولبابہ" کے متعلق رسولِ خداؐ سے درخواست کی کہ ابُولبابہ کو مشورہ کے لئے ہمارے پاس بھیجئے۔ رسولِ خداؐ نے یہ درخواست قبول کرلی اور ابولبابہ کو اجازت دیدی کہ وہ قلعہ بنی قریظہ جائیں۔ جب ابولبابہ وہاں پہونچے تو یہودیوں نے ان کے گرد حلقہ بنالیا۔ ان کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کردیا۔ ان کی آہ وزاری نے ابولبابہ کو متاثر کیا۔ ان کے مردوں نے ابولبابہ سے سوال کیا کہ کیا اس میں صلاح ہے کہ ہم بلا قید و شرط اپنے کو رسولِ خداؐ کے سپرد کردیں یا صلاح نہیں ہے؟

ابولبابہ اپنے احساسات سے بہت زیادہ متاثر تھے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، لیکن انگلی سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا کہ اگر تم اپنے کو ان کے حوالے کردو گے تو تمھاری گردن اڑا دی جائے گی۔

ابولبابہ اپنی اس بات سے، جس کے ذریعہ یہودیوں کو رسولِ خداؐ کے حوالہ کرنے سے منع کیا تھا۔

---

[1]: تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۸۲ / ۵۸۴۔ مغازی واقدی جلد ۲ ص ۴۹۷ / ۵۰۰۔ طبقات ابنِ سعد جلد ۲ ص ۷۴، سیرت ابنِ ہشام جلد ۳ ص ۲۴۴ / ۲۵۰

خدا اور رسولؐ کی بارگاہ میں بہت بڑی خیانت کے مرتکب ہوئے تھے۔ ناگہاں ان کو پتہ چلا کہ وہ تو بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو گئے، فوراً قلعہ سے باہر آئے، چونکہ رسولِ خدا کا سامنا کرتے ہوئے انہیں شرم آ رہی تھی۔ اس لئے سیدھے مسجد میں پہونچے اور اپنے کو مسجد کے ایک ستون سے رسّی کے ذریعہ باندھ دیا کہ شاید خدا ان کے توبہ قبول کرے۔ ابولبابہ کے واقعہ کی خبر لوگوں نے رسولِ خدا کو دی، آپؐ نے فرمایا کہ اگر مسجد جانے سے پہلے وہ میرے پاس آتے تو میں خدا سے ان کے لئے استغفار کرتا اب اسی حالت پر رہیں یہاں تک کہ خدا ان کی توبہ قبول کرے ابولبابہ کی خیانت کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ:

"اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو دین کے کام میں خدا اور رسولؐ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانت میں خیانت نہ کرو دراں حالیکہ تم جانتے ہو[۱]"

ابولبابہ چھ دن تک، دن میں روزہ رکھتے نماز کے وقت ان کی بیٹی ستون سے ان کے ہاتھ پیر کھول دیتی۔ طہارت اور فریضہ کی ادائیگی کے بعد ان کو دوبارہ مسجد کے ستون سے باندھ دیتی تھیں۔ یہاں تک کہ پیک وحی بشارت کے ساتھ آن پہونچا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی ان کی توبہ کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ:

"ان میں سے ایک دوسرے گروہ نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا اور نیک و بد اعمال کو باہم ملا دیا ہے۔ شاید خدا ان کی توبہ قبول کر لے خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔"[۲]

لوگوں نے خوشی میں چاہا کہ ابولبابہ کی رسیوں کو کھول دیں لیکن انھوں نے کہا کہ رسولِ خدا میری رسیوں کی گرہیں کھولیں گے جب آنحضرتؐ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپؐ

---

[۱] :- یاایها الذین آمنوا لا تخونوا الله والرّسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون (انفال / ۲۷)

[۲]: وَآخرون اعترفوا بذنوبهم خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحاً وَآخَرَ سَيِّئاً عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (توبہ ۱۰۲) سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۳۷-۲۳۸۔ تاریخ طبری جلد ۲۔ ص ۵۸۵۔

نے ان کی رسی کی گرہوں کو کھول دیا۔ ابولبابہ تمام عمر نیکی اور اچھے عمل پر باقی رہے پھر کبھی بھی محلہ بنی قریظہ میں آپ نے قدم نہیں رکھا[۱]

## بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسولِؐ خدا کے حوالہ کرنا

یہودیوں سے مذاکرات اور گفتگو کسی منزل تک نہ پہونچ سکی۔ کچھ دن تک انھوں نے اپنے آپ کو رسولؐ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ رسولِؐ خدا نے لشکرِ اسلام کو آمادہ رہنے کا حکم دیا تاکہ حملہ کر کے ان کے قلعہ کو فتح کیا جائے۔ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ لشکر اسلام کا حملہ اور ان کی کامیابی یقینی ہے بھاگنے کا کوئی راستہ باقی نہیں ہے۔ مجبوراً قلعہ کے دروازوں کو کھول دیا اور بلا قید و شرط اپنے کو لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا[۲]

علیؑ اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوئے اور ان سے مکمل طور پر ہتھیار رکھوائے[۳] پھر رسولِؐ خدا نے مردوں کو قید خانہ میں منتقل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری محمد بن مَسلَمَۃ کے سپرد کی، عورتوں اور بچوں کو رسولِؐ خدا کے حکم کے مطابق دوسری جگہ نگرانی میں رکھا گیا[۴]

## سعد بن معاذ کا فیصلہ

بَنِی قُرَیظَہ کے یہودی چونکہ قبیلۂ اَوس کے ہم پیمان تھے لہٰذا انھوں نے پیش کش کی کہ ان کے بارے میں سَعدِ بن مُعاذ فیصلہ کریں وہ لوگ اس فکر میں تھے کہ شاید گزشتہ دوستی

---

[۱، ۲]:۔ مغازی واقدی جلد ۲ ص ۵۰۹۔ [۳]:۔ فروغ ابدیت جلد ۲، ص ۵۶۱

[۴]:۔ مغازی واقدی جلد ۲، ص ۵۱۰۔

کی بدولت سَعدِ بنِ مُعاذان کی سزا میں تخفیف کے قائل ہوجائیں گے۔

قبیلۂ اَوس کے لوگوں نے رسولِ خدا سے نہایت اصرار کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اس گروہ کو آزاد کردیں، وہ لوگ قبیلہ خزرج سے رقابت کی بنا پر اس دلیل سے اپنی بات پر اصرار کر رہے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ پیغمبرؐ نے بنی قینقاع کو عبداللہ بن اُبی خزرجی کی خواہش پر آزاد کردیا تھا۔ رسولِ خدا نے ان لوگوں سے بھی فرمایا کہ "کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ تمھارے بزرگ سَعدِ بنِ مُعاذان کے بارے میں فیصلہ کردیں؟" سب نے کہا کہ ہاں، اے اللہ کے رسولؐ! ہم بھی ان کے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیں گے"[۱]

رسولِ خدا نے سَعدِ بنِ مُعاذ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس وقت ہاتھ کی رگ کٹ جانے سے زخمی حالت میں بستر پر اس رُفیدَہ نامی عورت کے خیمہ میں پڑے تھے جس نے مجروحین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ اَوس کے جوانوں نے ان کو چارپائی پر لٹایا اور رسولِ خدا کی خدمت میں لے چلے راستہ میں انھوں نے سَعد سے درخواست کی کہ اپنے ہم پیمان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا" انھوں نے جواب میں فرمایا کہ "سَعد کے لئے وہ زمانہ آن پہونچا ہے کہ جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے سَعد ڈرنے والا نہیں ہے۔"

جب سَعد لشکر گاہ میں پہونچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے بزرگ کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ! حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے سَعد نے رسولِ خدا کے مبنی بر عدالت حکم کے بعد مہاجر و انصار سے یہ عہد لیا کہ وہ جو حق سمجھیں گے اس کا اجراء ہوگا اور بنی قُرَیظَہ کے یہودیوں نے بھی اس کو قبول کیا۔[۲]

---

۱:۔ ارشاد شیخ مفید ص ۵۸۔ سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۲ ص ۲۳۹

۲:۔ جناب سعد ایک متقی، عادل، دانشمند اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان تھے۔ جنگ احزاب میں جو زخم ان کو لگا تھا اس کی بنا پر وہ بستر شہادت پر پڑے ہوئے اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہے تھے ظاہر ہے کہ ایسا آدمی اپنی نفسانی خواہش کے زیر اثر فیصلہ نہیں کریگا اور مصالح اسلامی کو یہودیوں کے ساتھ اپنی دیرینہ دوستی پر فدا نہیں کرے گا اور یہودیوں کی عظیم خیانت کے باوجود ان پر زیادتی نہیں کرے گا۔

اس کے بعد سعد نے بہ آوازِ بلند اعلان کیا کہ "یہودیوں کے مرد قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے اسیر بنا لئے جائیں اور ان کے اموال کو ضبط کر لیا جائے"۔

رسولِ خدا نے فرمایا کہ "سعد نے قانونِ الٰہی کے مطابق فیصلہ کیا"۔[1]

## سعد کے فیصلہ کی دلیلیں

۱:- یہودیوں کی دینی کتاب (توریت) کا فیصلہ جو بلا شک و شبہ یہودیوں کو قبول ہوگا۔ اس لئے کہ توریت میں آیا ہے کہ "جب تم جنگ کے ارادہ سے کسی شہر کا قصد کرو تو پہلے ان کو صلح کی دعوت دو اگر وہ لوگ جنگ کو ترجیح دیں تو شہر کا محاصرہ کرو اور جب شہر پر تسلط ہو جائے تو تمام مردوں کو تہ تیغ کر دو اور عورتوں، بچوں، جانوروں اور جو کچھ بھی شہر میں ہو اس کو مالِ غنیمت میں شامل کر لو"۔[2]

۲:- مدینہ میں وارد ہونے کے بعد پیغمبرؐ کا یہودیوں سے معاہدہ۔ جس معاہدہ پر فریقین کے دستخط ہوئے تھے اس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ جب یہود پیغمبرؐ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں یا اسلحہ اور سواری ان کے دشمنوں کو دیں تو پیغمبرؐ کو ان کا خون بہانے ان کے اموال کو ضبط کرنے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۳:- سعدؔ اور سارے دور اندیش مسلمان اس بات کو جانتے تھے کہ اگر وہ لوگ اس مہلکہ سے جان بچا کر نکل گئے تو بنی قَینُقاع کے یہودیوں کی طرح کہ جنھوں نے اپنی تحریک پر اُحد کی جنگ چھیڑ دی تھی اور بہت سے لوگوں کی شہادت کا سبب بن گئے تھے اور بنی نضیر کی طرح کہ جنھوں نے جنگ احزاب کا فتنہ کھڑا کر دیا اور قریب تھا کہ اسلام کی بنیاد کو اکھیڑ دیں۔ یہ لوگ بھی اسلام کے خلاف عظیم اتحادی لشکر بنا لیں گے اور ان خطرناک عناصر کا زندہ رہنا اسلامی تحریک کے لئے

---

[1]:- مغازی واقدی جلد ۲ ص ۵۱۰ - ۵۱۲ - [2] توراتِ سفرِ تثنیہ، فصل ۲۰

مفید نہیں تھا۔

## پیمان شکن ضرور شکستہ حالی کا شکار ہوتا ہے

رسولِ خداؐ نے حکم دیا کہ اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اس لئے زیادہ مقدار میں ٹھنڈا پانی ان کے سامنے رکھا گیا۔ پھر آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق خندق کھودی گئی اور سات سو[1] بد بخت، جنگجو یہودیوں کو۔ جو صلح و آشتی، جیو اور جینے دو، کے خصوصی سلوک کے باوجود پیمان شکنی کے ذریعہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کا قصد رکھتے تھے۔ علیؑ اور زبیر کی تلوار نے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ کچھ لوگ قبیلۂ اوس کے افراد کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ جی ہاں! عہد شکنی کرنے والا ضرور کیفرِ کردار تک پہونچتا ہے۔ قتل کئے جانے والوں میں ایک وہ عورت بھی تھی جس نے محاصرہ والے دنوں میں قلعہ کے اوپر سے پتھر گرا کر خَلّادِ بنِ سُوَید کو شہید کر دیا تھا[2]

اس گروہ کے خاتمہ کے بعد مدینہ خائن عناصر کے وجود اور مسلح داخلی ریشہ دوانی کرنے والے اس گروہ سے پاک ہو گیا جو ملک میں رہ کر دوسروں کے مفاد میں کام کرتے تھے۔

## اسیر اور مالِ غنیمت

بَنِي قُرَيظَہ سے جو مالِ غنیمت ہاتھ لگا تھا اس میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے، دھات اور چمڑے کی بنی ہوئی پندرہ سو سپر، بہت زیادہ لباس برتن اور گھر کے سامان، نیز بہت زیادہ شراب تھی جس کو زمین پر بہا دیا گیا[3]

---

[1]: ان کی تعداد ۶۰۰، ۶۵۰ اور ۹۰۰ بھی لکھی گئی ہے۔ [2] مغازی واقدی جلد ۲ ص ۵۱۳/۵۱۷

[3]: مغازی واقدی جلد ۲ ص ۵۱۰۔ بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۲۱۲

رسولِ خدا نے مالِ غنیمت کا خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر آپؐ نے سَعْدِ بن عُبَادَۃ کو بنی قُرَیْظَہ کے اسیروں کے ساتھ شام بھیجا تاکہ ان کو بیچنے کے بعد سپاہِ اسلام کے لئے گھوڑے اور اسلحے مہیا کئے جائیں۔[۱] یہ جنگ ۸ ذی الحجہ ۵ھ ہجری قمری مطابق ۱۲ اردی بہشت ۶ھ ہجری شمسی کو تمام ہوئی۔

## سوالات سبق نمبر ۶

۱:۔ رسولِ خدا نے دشمن کے درمیان کیسے اختلاف ڈالا؟

۲:۔ لشکر احزاب کی شکست کے اسباب بیان کیجئے۔

۳:۔ کیا سَعْدِ بن مُعاذ نے یہودیوں کے بارے میں عادلانہ فیصلہ کیا؟

۴:۔ ابو لبابہ کون سی خیانت کے مرتکب ہوئے۔

---

[۱]: مغازی واقدی جلد ۲ ص ۵۲۳

ACC No. 4983 Date
Section Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

# ہماری مطبوعات

درسِ قرآن
مکتبِ تشیع اور قرآن
اسرارِ نہج البلاغہ
نہج البلاغہ سے چند منتخب نصیحتیں
مذہبِ اہلِ بیتؑ
شیعیت کا آغاز کب اور کیسے
فلسفۂ امامت
اہلِ بیتؑ، آیتِ تطہیر کی روشنی میں
ائمہ سیریز (مکمل سیٹ)
سوانح حیات حضرت فاطمۃ الزہراؑ
اہلِ بیتؑ کی زندگی مقاصد کی ہم آہنگی، زمانہ کی نیرنگی
مثالی عزاداری کیسے منائیں؟
آمریت کے خلاف ائمۂ طاہرینؑ کی جدوجہد
صدائے حضرتِ سجادؑ
سوانح حیات حضرت امام حسینؑ
تفسیرِ سیاسی قیامِ امام حسینؑ
ائمۂ معصومینؑ کی سیاسی زندگی کا تحقیقی جائزہ
فلسفۂ عزاداری و قیامِ امام حسینؑ
اثباتِ وجودِ خدا
۲۰ جواب
آسان عقائد (دو جلدیں)
تعلیمِ دین سادہ زبان میں (دو جلدیں))
حسینؑ شناسی
انقلابِ حسینؑ پر محققانہ نظر
فکرِ حسینؑ کی الف، ب

تفسیرِ عاشورا
عزاداری کیوں؟
عاشورا اور خواتین
پیامِ شہیداں
ہمارا پیام
آزمائش
درسِ انقلاب
اسلامی تحریک قرآن و سنت کی روشنی میں
شناختِ استکبار
عوامی حکومت یا ولایتِ فقیہ
کتاب المومن
خاندان کا اخلاق
ازدواج در اسلام
اسلام میں خواتین کے حقوق
آسان مسائل
عورت پردے کی آغوش میں
اسلامی اتحاد، مسلکِ اہلِ بیتؑ کی روشنی میں
مادیت و کمیونزم
خاک پر سجدہ مقصد، اہمیت، حقیقت
عظیم لوگوں کی کامیابی کے راز
انسان کے کمال میں اخلاق کا کردار
دعائے افتتاح - دعائے ندبہ
زیارتِ جامعہ
نظامِ مرجعیت شہیدین کی نظر میں
فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون

840. 0